ماہنامہ

اخبار احمدیہ جرمنی

اپریل ۱۹۹۲ء

صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان کے سٹیج پر حضور منتظمین سے مصروفِ گفتگو ہیں

القرآن الحکیم

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ ۙ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا
كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝
وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝ (سورۃ ابراہیم آیت ۲۵ تا ۲۷)

ترجمہ:۔ (اے مخاطب) کیا تُو نے دیکھا نہیں (کہ) اللہ نے کس طرح ایک کلام پاک کے متعلق حقیقتِ حال کو بیان کیا ہے وہ ایک پاک درخت کی طرح ہوتا ہے جس کی جڑ (مضبوطی کے ساتھ) قائم ہوتی ہے اور اس کی (ہر ایک) شاخ آسمان کی بلندی میں (پہنچی ہوتی) ہے۔

وہ ہر وقت اپنے رب کے اذن سے اپنا (تازہ) پھل دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے (ان کی ضرورت کی) تمام باتیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

اور بُری بات کا حال بُرے درخت کی طرح ہے جس کو زمین سے اکھاڑ (کر پھینک) دیا گیا ہو (اور) جسے (کہیں بھی) قرار (حاصل) نہ ہو۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَقَدْ کَانَ فِیْمَا قَبْلَکُمْ مِّنَ الْاُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّکُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّہٗ عُمَرُ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ : مُحَدَّثُوْنَ : اَیْ مُلْهَمُوْنَ ــــــــ (بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمرؓ ص ۵۲۱)

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلی اُمتوں میں محدث ہوا کرتے تھے یعنی وہ الہام الٰہی سے سرفراز ہوتے تھے میری اُمّت میں جو محدث ہوں گے ان میں حضرت عمرؓ بھی شامل ہیں ابن وہب کہتے تھے کہ محدث سے مراد ملہم یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام پانے والے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ
جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

اخبار احمدیہ

شوال ۱۴۱۲ھ، شہادت ۱۳۷۱ ہش، اپریل ۱۹۹۲ء

جلد نمبر ۱۶ ❀ شمارہ نمبر ۴

فہرست مضامین

اداریہ ۲
ملفوظات ۳
خطبہ جمعہ ۵
القاء ربانی ۱۰
صلیبی موت کے عقیدہ پر محققانہ نظر ۱۱
قضاء بورڈ کی تنظیم نو ۱۴
اسیروں کا قافلہ ۱۵
جھوٹے معبود ۱۷
مقالہ خصوصی ۱۹
تبلیغی واقعات ۲۱
یورپ میں مسلمان ۲۳
داعیان الی اللہ کا تربیتی کیمپ ۲۵

قارئین اخبار احمدیہ کو عید مبارک

مجلس ادارت

صدر مجلس: عبد اللہ واگس ہاوزر
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

نگران: مسعود احمد جہلمی

ایڈیٹر: عرفان احمد خان

نائبین: ڈاکٹر عمران احمد خان، خلیق سلطان انور، سلیم احمد شاہد، انس محمود منہاس

خطاطی: سعید اللہ خان

پبلشر: فلاح الدین خان

مینیجر: عبد الرزاق ڈوگر

سالانہ چندہ بمعہ ڈاک خرچ
یورپ ـــ ۲۴ مارک
امریکہ و کینیڈا ـــ ۲۰ ڈالر
آسٹریلیا، جاپان ـــ ۲۵ ڈالر
انڈیا، پاکستان ـــ ۲۰۰ روپے

دفتر رابطہ: Mittelweg 43, 6000 Frankfurt / M. 1, Germany

قیمت : ایک مارک

اداریہ

نام میں کیا رکھا ہے

اردو زبان کا ایک مقولہ ہے کہ "نام میں کیا رکھا ہے کام اچھے ہونے چاہئیں"۔ اکثر مسلمان کہلانے والوں کا نام انبیاء کرام علیہم السلام اور نامور اولیاء الرحمٰن کے اسمائے گرامی پر ہوتے ہیں لیکن ان میں سے بہت سوں کے اعمال اس نام کے ساتھ وابستہ تقدس کو پامال کر رہے ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک ذی شعور انسان یہ دیکھ کر ششدر رہ جاتا ہے کہ نام کے لحاظ سے "صالح" کہلانے والا شخص عمل و کردار کے لحاظ سے اس قدر غیر صالح واقع ہوا ہے کہ اُس کا شمار چوروں اور ڈاکوؤں یا پھر کالا دھن سمیٹنے والے سمگلروں میں ہوتا ہے۔ جب ایسی بے شمار مثالیں ارد گرد نظر آتی ہیں تو ایک انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ محض اچھا نام نہیں بلکہ اچھے کام انسان کے لئے باعث عزت ہوتے ہیں۔ یہی مثال قوموں اور ملکوں پر صادق آتی ہے۔ بہت سی قوموں اور ملکوں کے نام روایتی انداز کے ہوتے ہیں ان کے ساتھ خوب و ناخوب، اچھے یا بُرے اور نیکی یا بدی کا کوئی تخیل وابستہ نہیں ہوتا۔ وہ محض شناخت کا کام دیتے ہیں اور بس۔ برخلاف اس کے بعض قوموں اور مملکتوں نے بہت ہی حسین اور واجب الاحترام نام اپنائے ہوتے ہیں۔ ایسی قوموں اور مملکتوں کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ ان کے اعمال و کردار ایسے ہوں کہ جن سے ان کے حسین اور واجب الاحترام ناموں کی لاج رہ سکے۔ اگر ان کے اعمال و کردار بُرے ہوں گے تو ظاہر ہے وہ اپنے واجب الاحترام ناموں کو بٹہ لگانے والے ہوں گے اور یہ بات ان کے لئے نیک نامی کا نہیں بدنامی کا موجب ہوگی۔

خوش قسمتی یا بد قسمتی سے ہم مسلمانوں کے ایک بہت ہی اہم ملک کا نام بھی بہت حسین اور واجب الاحترام ہے۔ خوش قسمتی سے اس لئے کہ اس کا نام سن کر ہر مسلمان کے دل میں (خواہ وہ کسی بھی خطۂ ارضی کا رہنے والا ہو) خوشی و انبساط کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ وہ نام نامی ہے اور اسم گرامی ہے "اسلامی جمہوریہ پاکستان" یہ پورا نام اور اس کا ہر جزو ہی ایسا ہے کہ اس کے کان میں پڑتے ہی دل میں احترام کا جذبہ اُبھرے بغیر نہیں رہتا۔ بد قسمتی سے اس لئے کہ ایسا مبارک نام اپنانے کے باوجود اس ملک کی حکومتیں اور عوام مسلسل ایسے اعمال و کردار کا مظاہرہ کر رہے ہیں کہ جن سے اس مبارک نام اور اس کے ایک ایک جزو کی مٹی پلید ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ایک ایسا ملک جو "اسلامی" بھی کہلاتا ہو، "جمہوریہ" بھی کہلاتا ہو اور "پاکستان" بھی کہلاتا ہو اس میں امن و امان، صلح و آشتی اور بہر طور عافیت و سلامتی کا دور دورہ ہوتا، عوام کے جان و مال، عزت و آبرو اور شہری و بنیادی حقوق من کل الوجوہ محفوظ ہوتے، نیز صلاح و خیر، نیکی و تقوٰی شعاری اور انسانیت کی پاسداری اپنے عروج کو پہنچی ہوئی ہوتی اور وہ دنیا بھر میں ایک اسلامی معاشرہ کا حسین نمونہ پیش کر رہا ہوتا۔ لیکن افسوس صد افسوس! اس امر کا ذکر کرتے ہوئے دل خون کے آنسو روتا ہے کہ "اسلامی جمہوریہ پاکستان" میں ان چیزوں کا دور دور کوئی نام و نشان نظر نہیں آتا۔ قتل و غارت گری، لوٹ مار، چادر اور چار دیواری کی وسیع پیمانہ پر بے حرمتی، دھوکہ دہی، فریب کاری، رشوت خوری، ڈاکہ زنی، چور بازاری نیز اغوا اور سمگلنگ کے ہولناک واقعات کی ایسی ایسی لرزہ خیز خبریں آئے دن اخباروں میں چھپتی ہیں کہ جنہیں پڑھ کر انسان سر پکڑ کر رہ جاتا ہے اور سوچ میں پڑے بغیر نہیں رہتا کہ کیا اسلامی جمہوریہ کے یہی وہ ثمرات ہیں جن سے ہم دنیا کو متعارف کرا رہے ہیں۔

امن و امان کی صورت حال یوں تو پورے ملک میں ہی دگرگوں ہے لیکن سندھ میں تو امن و امان یکسر مفقود ہو کر رہ گیا ہے۔ وہاں ڈاکوؤں نے ریاست کے اندر اپنی ایک الگ ریاست قائم کی ہوئی ہے۔ لوٹ مار اور قتل و غارت گری کے ساتھ ساتھ اغوا برائے تاوان کا سلسلہ زور شور سے جاری ہے۔ ریلوے کا سفر بھی جو محفوظ ترین سفر شمار ہوتا تھا اب انتہائی غیر محفوظ ہو چکا ہے۔ ۱۵ رمارچ کو سنّر کے قریب ڈاکوؤں نے کراچی سے راولپنڈی جانے والی "تیز گام" نامی ٹرین پر وحشیانہ حملہ کر کے اسے لوٹ لیا۔ وہ راکٹ مار کر انجن کو ناکارہ کرنے اور ہر طرف اندھا دھند فائرنگ کرنے کے بعد لاکھوں روپے کے زیورات، نقدی اور دیگر قیمتی سامان لے اڑے۔ تین مسافر ہلاک اور بارہ زخمی ہوئے۔ ڈاکو پانچ مسافروں کو اغوا کر کے ساتھ لے گئے۔ سندھ میں ڈاکوؤں کے ہاتھوں ٹرینوں کا لوٹا جانا ایک معمول بن چکا ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق گذشتہ ایک ماہ کے دوران تین ٹرینیں لوٹی جا چکی ہیں اور بے پناہ مالی نقصان کے علاوہ چالیس مسافر اغوا ہو چکے ہیں۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم کرنے، لوٹ مار مچانے اور اغوا برائے تاوان کے مرتکب ہونے والے یہ سب ڈاکو جن کی تعداد کا شمار نہیں حکومت کے نزدیک سکّہ بند مسلمان ہیں کیونکہ انہیں ابھی تک ہارس ٹریڈنگ میں مہارت حاصل کرنے اور نام پیدا کرنے والی کسی اسمبلی نے غیر مسلم قرار نہیں دیا۔

اس اندوہناک صورت حال پر خون کے آنسو رونے والے ہم غمزدہ و دل گرفتہ خدا تعالیٰ کے حضور دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اہل پاکستان کو سمجھ عطا کرے اور وہ اپنی مملکت خداداد کے "اسلامی" نام کی لاج رکھتے ہوئے اپنے خلافِ اسلام اعمال سے دستکش ہو کر امن و امان اور صلح آشتی کا راستہ اختیار کریں تاکہ وہ اسلام کو دنیا میں بدنام کرنے والے نہ بنیں اور اس زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھ کر دل و جان سے اس پر عمل پیرا ہوں کہ :-

"نام میں کیا رکھا ہے کام اچھے ہونے چاہئیں"

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

وہ دن آتے ہیں بلکہ نزدیک ہیں کہ دشمن روسیہ ہوگا اور دوست نہایت ہی بشاش ہونگے

وہی میرے ہیں جنہوں نے مجھے اکیلا پایا اور میری مدد کی اور ناشناسا ہو کر آشناؤں کا سا ادب بجا لائے

میرے ساتھ وہی ہے جو میری مرضی کیلئے اپنی مرضی کو چھوڑتا ہے اور اپنے نفس کے ترک اور اخذ کیلئے مجھے حکم بناتا ہے

کھلے نشانوں کے طالب وہ عزت کے لائق مرتبے میرے خداوند کی جناب میں نہیں پا سکتے جو راستبازوں کو ملیں گے

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے اس سلسلہ کو بے ثبوت نہیں چھوڑے گا۔ وہ خود فرماتا ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے کہ **"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔"** جن لوگوں نے انکار کیا اور جو انکار کے لئے مستعد ہیں اُن کے لئے ذلّت اور خواری مقدر ہے۔ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ انسان کا افترا ہوتا تو کب کا ضائع ہو جاتا کیونکہ خدا تعالیٰ مفتری کا ایسا دشمن ہے کہ دنیا میں ایسا کسی کا دشمن نہیں۔ وہ بیوقوف یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ کیا یہ استقامت اور جرأت کسی کذّاب میں ہو سکتی ہے؟ وہ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ جو شخص ایک غیبی پناہ سے بول رہا ہے وہی اس بات سے مخصوص ہے کہ اس کے کلام میں شوکت اور ہیبت ہو۔ اور یہ اُسی کا جگر اور دل ہوتا ہے کہ ایک فرد تمام جہان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ یقیناً منتظر رہو کہ وہ دن آتے ہیں بلکہ نزدیک ہیں کہ دشمن روسیہ ہوگا اور دوست نہایت ہی بشاش ہوں گے۔ کون ہے دوست؟ وہی جس نے نشان دیکھنے سے پہلے مجھے قبول کیا اور جس نے اپنی جان اور مال اور عزت کو ایسا فدا کر دیا ہے کہ گویا اس نے ہزارہا نشان دیکھ لئے ہیں۔ سو یہی میری جماعت ہے اور یہی میرے ہیں جنہوں نے مجھے اکیلا پایا اور میری مدد کی۔ اور مجھے غمگین دیکھا اور میرے غمخوار ہوئے اور ناشناسا ہو کر پھر آشناؤں کا سا ادب بجا لائے خدا تعالیٰ کی اُن پر رحمت ہو۔ اگر نشانوں کے دیکھنے کے بعد کوئی کھلی صداقت کو مان لے گا تو مجھے کیا اور اس کا اجر کیا اور حضرت عزت میں اس کی عزت کیا۔ مجھے درحقیقت انہوں نے ہی قبول کیا ہے جنہوں نے دقیق نظر سے مجھ کو دیکھا اور فراست سے میری باتوں کو وزن کیا اور میرے حالات کو جانچا اور میرے کلام کو سُنا اور اس میں غور کی تب اسی قدر قرائن سے خدا تعالیٰ نے اُن کے سینوں کو کھول دیا۔ اور میرے ساتھ ہو گئے۔ میرے ساتھ وہی ہے جو میری مرضی کے لئے اپنی مرضی کو چھوڑتا ہے اور اپنے نفس کے ترک اور اخذ کے لئے مجھے حَکَم بناتا ہے اور میری راہ پر چلتا ہے اور اطاعت میں فانی ہے اور انانیت کی جلد سے باہر آگیا ہے۔ مجھے آہ کھینچکر یہ کہنا پڑتا ہے کہ کھلے نشانوں کے طالب وہ تحسین کے لائق خطاب اور عزت کے لائق مرتبے میرے خداوند کی جناب میں نہیں پا سکتے جو ان راستبازوں کو ملیں گے جنہوں نے چھپے ہوئے بھید کو پہچان لیا۔ اور جو اللہ جلّشانہٗ کے تحت میں ایک چُھپا ہوا بندہ تھا اس کی خوشبو ان کو آگئی۔ انسان کا اس میں کیا کمال ہے کہ مثلاً ایک شہزادہ کو اپنی فوج اور جاہ و جلال میں دیکھ کر پھر اس کو سلام کرے باکمال وہ آدمی ہے جو گداؤں کے پیرایہ میں اس کو پاوے اور شناخت کر لیوے۔ مگر میرے اختیار میں نہیں کہ یہ زیرکی کسی کو دوں۔ ایک ہی ہے جو دیتا ہے وہ جس کو عزیز رکھتا ہے ایمانی فراست اس کو عطا کرتا ہے۔ انہی باتوں سے ہدایت پانے والے ہدایت پاتے ہیں اور یہی باتیں اُن کے لئے جن کے دلوں میں کجی ہے زیادہ تر کجی کا موجب ہو جاتی ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۹-۳۵۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اوقات نماز برائے فرینکفرٹ اپریل ۱۹۹۲ء

دن TAG	تاریخ DATUM	فجر FAJR	طلوع آفتاب S.AUFGANG	ظہر SOHAR	عصر AßR	مغرب MAGHRIB	عشاء ISCHA
MI	01. Apr	5:42	7:02	13:30	17:00	20:03	21:18
DO	02. Apr	5:39	6:59	13:30	17:00	20:04	21:19
FR	03. Apr	5:37	6:57	13:30	17:00	20:06	21:21
SA	04. Apr	5:35	6:55	13:30	17:00	20:07	21:22
SO	05. Apr	5:33	6:53	13:30	17:00	20:09	21:24
MO	06. Apr	5:31	6:51	13:30	17:00	20:10	21:25
DI	07. Apr	5:29	6:49	13:30	17:00	20:12	21:27
MI	08. Apr	5:27	6:47	13:30	17:00	20:14	21:29
DO	09. Apr	5:24	6:44	13:30	17:00	20:15	21:30
FR	10. Apr	5:22	6:42	13:30	17:00	20:17	21:32
SA	11. Apr	5:20	6:40	13:30	17:00	20:18	21:33
SO	12. Apr	5:18	6:38	13:30	17:00	20:20	21:35
MO	13. Apr	5:16	6:36	13:30	17:00	20:21	21:36
DI	14. Apr	5:14	6:34	13:30	17:00	20:23	21:38
MI	15. Apr	5:12	6:32	13:30	17:00	20:25	21:40
DO	16. Apr	5:10	6:30	13:30	17:00	20:26	21:41
FR	17. Apr	5:08	6:28	13:30	17:00	20:28	21:43
SA	18. Apr	5:06	6:26	13:30	17:00	20:29	21:44
SO	19. Apr	5:04	6:24	13:30	17:00	20:31	21:46
MO	20. Apr	5:02	6:22	13:30	17:00	20:32	21:47
DI	21. Apr	5:00	6:20	13:30	17:00	20:34	21:49
MI	22. Apr	4:58	6:18	13:30	17:00	20:36	21:51
DO	23. Apr	4:56	6:16	13:30	17:00	20:37	21:52
FR	24. Apr	4:54	6:14	13:30	17:00	20:39	21:54
SA	25. Apr	4:52	6:12	13:30	17:00	20:40	21:55
SO	26. Apr	4:50	6:10	13:30	17:00	20:42	21:57
MO	27. Apr	4:48	6:08	13:30	17:00	20:43	21:58
DI	28. Apr	4:47	6:07	13:30	17:00	20:45	22:00
MI	29. Apr	4:45	6:05	13:30	17:00	20:46	22:01
DO	30. Apr	4:43	6:03	13:30	17:00	20:48	22:03

فرق اوقات *Zeitunterschied:*	طلوع آفتاب *Sonn. aufg.*	غروب آفتاب *Sonn. Untg.*
Hannover:	-7	-1
Köln:	+6	+8
Mannheim:	+1	0
München:	-9	-13
Stuttgart:	0	-3
Magdeburg:	-16	-9
Erfurt:	-11	-8
Aachen:	+10	+11
Berlin:	-22	-16
Bremen:	-4	+3
Dortmund:	+3	+7
Hamburg:	-12	+1
Leipzig:	-18	-14
Dessau:	-18	-11

پیشکش :- طاہر محمود، مسعود جاوید ——— جرمنی

خطبہ جمعہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت کے ایک گہرے فلسفہ کی واضح نشاندہی فرمائی ہے

خدا تعالیٰ جب انسانوں کو تکلیف کے بعد رحمت کا مزہ چکھاتا ہے تو وہ بالعموم آیات الٰہی میں مکر کرنے لگتے ہیں

فرعون کی قوم نے یکے بعد دیگرے بلاؤں کے نازل ہونے اور پھر ٹل جانے پر بار بار اسی فطرت کا مظاہرہ کیا

بدقسمتی سے آجکل یہی حال پاکستان کا ہو رہا ہے اور صورت حال دن بدن خوفناک اور پیچیدہ ہوتی جا رہی ہے

اصلاح کیلئے ضروری ہے کہ اہل ملک مَکْرٌ فِیْٓ اٰیَاتِنَا کی بجائے تفکّرٌ فِی الآیات کو اپنا شعار بنائیں

ٹیلی کمیونیکیشن کے ذریعہ ماریشس کے جلسہ سالانہ سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا افتتاحی خطاب

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بتاریخ ۲۷ ستمبر ۱۹۹۱ء (مطابق ۲۷ تبوک ۱۳۷۰ ہش) بمقام مسجد فضل لندن

مرتبہ :۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید، لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی :۔

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَۃً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْھُمْ اِذَا لَھُمْ مَّکْرٌ فِیْٓ اٰیَاتِنَا ؕ قُلِ اللّٰہُ اَسْرَعُ مَکْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا یَکْتُبُوْنَ مَا تَمْکُرُوْنَ ﴿۲۲﴾

ھُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُکُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ حَتّٰٓی اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْکِ ۚ وَجَرَیْنَ بِھِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَۃٍ وَّفَرِحُوْا بِھَا جَآءَتْھَا رِیْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَھُمُ الْمَوْجُ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ اُحِیْطَ بِھِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ ھٰذِہٖ لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ ﴿۲۳﴾

فَلَمَّآ اَنْجٰھُمْ اِذَا ھُمْ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُکُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ز ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُکُمْ فَنُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾

اور اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ

انسانی فطرت کا گہرا فلسفہ

یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے سورۃ یونس کی آیات ۲۲ تا ۲۴ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جب ہم بنی نوع انسان کو بعد اس کے کہ ان پر کوئی مصیبت آ پڑی ہو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو پھر اِذَا لَھُمْ مَکْرٌ فِیْ اٰیَاتِنَا، وہ ہماری آیات میں مکر کرنے لگ جاتے ہیں۔ قُلِ اللّٰہُ اَسْرَعُ مَکْرًا ان سے کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ تدبیر کرنے میں سب سے زیادہ تیز ہے، اِنَّ رُسُلَنَا یَکْتُبُوْنَ مَا تَمْکُرُوْنَ ہمارے بھیجے ہوئے ہمارے رسول، ہمارے فرستادہ لوگ وہ سب باتیں لکھ رہے ہیں جو تم مکر کے طور پر کرتے ہو۔ اِذَا اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَۃً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْھُمْ میں انسانی فطرت کا ایک ایسا گہرا فلسفہ بیان ہوا ہے جس کا صرف مذہبی دنیا سے ہی نہیں بلکہ تمام انسانی دلچسپیوں کے ہر دائرے سے تعلق ہے۔ ایک انسان جب کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے لئے اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا ہے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا اور بسا اوقات انسان سمجھتا ہے کہ میں تو گیا۔ بڑی بڑی مصیبتیں تو الگ بات ہے، میں نے دیکھا ہے کہ چھوٹی سی بیماری بھی بعض لوگوں کو اس طرح مغلوب کر دیتی ہے کہ معمولی بیماری کے بھی وہ خود اپنے نفس میں افسانے گھڑتے رہتے ہیں۔ کسی کو اپنے خیال میں کینسر ہو جاتا ہے، کسی کو کوئی اور بیماری پکڑ لیتی ہے اور وہم ہیں کہ پیچھا ہی نہیں چھوڑتے۔ پھر انسان یہ سوچتا ہے کہ مجھ سے یہ غلطیاں بھی ہوئیں اور یہ غلطیاں بھی ہوئیں، آئندہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے نجات بخشی اور صحت عطا فرمائی تو میں یہ کروں گا، وہ کروں گا الغرض انسانی دلچسپی کے ہر دائرے سے اس

گہری نفسیاتی سوچ کا تعلق ہے کہ جب انسان مشکل میں مبتلا ہو تو بسا اوقات وہ مشکل اس پر اس قدر غالب آجاتی ہے کہ اُسے نجات کی کوئی راہ دکھائی نہیں دیتی اور جب خدا تعالیٰ اس مشکل کو دور فرمادیتا ہے تو اذا لھم مکر فی ایاتنا، پھر وہ ہماری آیات میں مکر کرنے لگ جاتے ہیں۔

پاکستان میں رونما ہونیوالی گھمبیر صورتحال

یہ مضمون مذہبی دنیا پر بھی بڑی صفائی اور گہرائی کے ساتھ اطلاق پاتا ہے اور دنیاوی معاملات میں بھی۔ مذہبی دنیا میں اس طرح کہ قرآن کریم نے ہمیں فرعون کے زمانہ کے جو واقعات بتائے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ بار بار فرعون کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے عین مطابق پکڑا اور جب ان پر پکڑ آئی تو وہ بار بار حضرت موسیٰؑ کی طرف دوڑے اور کہا کہ ہمارے لئے دُعا کرو کیونکہ اب اس بلا کو تمہاری دعا کے سوا کوئی چیز ٹال نہیں سکتی اور جب وہ بلا ٹل گئی تو اذا لھم مکر فی ایاتنا کا دور شروع ہوا اور انہوں نے دل میں سوچا کہ ہم نے کیا بے وقوفی کی تھی، یہ تو ایک روزمرّہ کا ہونے والا حادثہ تھا، ایک ایسا واقعہ تھا جو انسانوں کے ساتھ پیش آتا ہی رہتا ہے، کبھی دریاؤں کے پانی گدلے ہو جاتے ہیں، کبھی مینڈک بڑھ جاتے ہیں، کبھی جوئیں کثرت سے پھیل جاتی ہیں، یہ تو روزمرّہ کے ہونے والے واقعات ہیں ان کا موسیٰ یا اس کی دعا سے کیا تعلق ہے۔ چنانچہ ان کا جو مکر ہے وہ آیات میں شروع ہو گیا یعنی انہوں نے دیکھیں تو آیات تھیں، خدا کی کھلی کھلی نشانیاں دیکھی تھیں لیکن ان نشانیوں کو دنیا کی طرف منسوب کرنے لگے اور پھر جب دوبارہ کسی بلا نے پکڑا تو پھر بعینہٖ وہی حرکت کی، حضرت موسیٰؑ کی طرف دوڑے، پھر دعائیں کروائیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کے نتیجہ میں جب اس بلا کو ٹال دیا تو پھر دوبارہ آیات کے ساتھ مکر کا وہی دور شروع ہو گیا۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ نو مرتبہ ایسا ہوا۔ نو مرتبہ وعید سے تعلق رکھنے والی موسیٰؑ کی انذاری پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور ہر بار وہ پیشگوئیاں دعا کے نتیجہ میں ٹلتی رہیں اور وہ پھر مکر کرتے رہے یہاں تک کہ بالآخر وہ قوم ہلاک کر دی گئی، وہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ اور خدا تعالیٰ کی آیات کے ساتھ مسلسل یہی سلوک کرتے رہے۔ یہی حال بدقسمتی سے آجکل پاکستان کا ہو رہا ہے اور دن بدن یہ صورت حال زیادہ گھمبیر اور خوفناک اور پیچیدہ ہو رہی ہے۔ یہ عجیب بات ہے (جسے وہ سوچتے بھی ہیں یا نہیں) کہ جب سے اسلامائیزیشن کا نام لینا شروع ہوا ہے یعنی ملک کے اندر اسلام کو جاری کرنے کا ذکر شروع ہوا ہے (اور یہ ضیاء الحق صاحب کے دور کا قصّہ ہے، وہاں سے بات چلی ہے) جب سے ساری قوم نے بحیثیت قوم اسلام کے نام پر خدا کو خوش کرنے کی کوششیں شروع کی ہیں مسلسل اللہ تعالیٰ کے عذاب اس قوم پر نازل ہوتے چلے جا رہے ہیں اور جگہ جگہ سے بلائیں ان کو گھیرتی چلی جا رہی ہیں۔ انسانی زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں ہے جس میں امن رہ گیا ہو۔ انسانی تعلقات کا کوئی ایسا دائرہ نہیں ہے جو گندا نہ ہو چکا ہو۔ ہر وہ شہری جو پاکستان میں کسی پہلو سے زندگی بسر کر رہا ہے اس کے کوئی نہ کوئی حقوق کسی اور نے سلب کئے ہوئے ہیں۔ اگر کسی شخص نے نہیں کئے تو حکومت نے سلب کئے ہیں۔ حکومت نے نہیں کئے تو کسی قوم نے سلب کر لئے ہیں۔ کسی نہ کسی پہلو سے ہر شخص محسوس کرتا ہے کہ وہ آزادی کے سانس نہیں لے رہا، مجبور اور بے اختیار ہے اور بے بس ہے۔ اور ظلم اتنا پھیل گیا ہے اور اتنا گہرائی میں جا چکا ہے کہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچّوں کی عزّت بھی محفوظ نہیں رہی۔ معصوم بچیّوں کی عزّت بھی محفوظ نہیں رہی۔ دن بدن اغوا ہو رہے ہیں اور بڑی بڑی قیمتیں بطور تاوان مانگی جاتی ہیں۔ بعض ایسے غریب لوگ ہیں جنہوں نے مجھے خود اپنی داستان لکھی کہ بچّہ ہمارا اغوا ہو گیا ہے اور جتنی بڑی رقم کا مطالبہ ہے اگر ہم ساری جائیداد بیچ دیں تب بھی ہم وہ مطالبہ پورا نہیں کر سکتے اور دھمکی یہ ہے کہ اگر ہم مطالبہ پورا نہیں کریں گے تو بچّے کو قتل کر کے اس کی لاش ہمارے پاس بھجوادی جائے گی اور وہ لکھتے ہیں کہ یہ کوئی دھمکی نہیں۔ یہ روزمرّہ واقع ہونے والی باتیں ہیں۔ معصوم بچّوں کو قتل کر کے لاشوں کو واپس ماں باپ کے پاس بھجوادیا جاتا ہے یا نہروں میں بہا دیا جاتا ہے اس لئے کہ ان کے ماں باپ پیسے نہیں دے سکے۔ چوری، اچکّا پن، ڈاکے، بد دیانتی، عدالتوں میں جھوٹ، کوئی ایک پہلو بھی پاکستانی زندگی کا ایسا باقی نہیں رہا جہاں اسلام جاری وساری دکھائی دیتا ہو۔ کثرت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کی علامات ظاہر ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ جس طرح حضرت نوحؑ کے سیلاب نے قوم کو غرق کیا تھا اسی طرح بدیوں اور معاصی کا اور بے اطمینانی اور بدامنی کا ایک سیلاب ہے جس میں ساری قوم غرق ہوئی پڑی ہے اور ان کو یہ علم نہیں کہ ہمارے ساتھ کیوں ایسا ہو رہا ہے۔

قانون میں دوغلے پن پر ماہرین کی تشویش

اخباروں میں بڑے دھڑلے سے اسلام کی باتیں ہو رہی ہیں، شریعت کے قصّے چل رہے ہیں۔ مولویوں کے قبضے میں اسلام دے کر اسلام کے ساتھ حد سے زیادہ جو بے وفائی ہو سکتی تھی وہ کی جا چکی ہے۔ یہ کوئی نہیں سوچتا کہ اگر یہ چیزیں خدا کی خاطر تھیں، واقعی اسلام کی محبت میں تھیں تو خدا کو کیا ہو گیا ہے کہ اس کے بدلے میں ہمیں انعام دینے کی بجائے جوتیوں پر جوتیاں مارتا چلا جا رہا ہے۔ ایسی نیک قوم جس نے پاکستان بننے کے بعد اتنے لمبے عرصہ تک جدوجہد جاری رکھی کہ بالآخر اس ملک کو اسلامی بنانا ہے، ایسی نیک قوم جس نے اس جدوجہد کا دامن نہیں چھوڑا جب تک کہ ان مقاصد کو حاصل نہیں کر لیا اور یہاں تک کہ اسمبلیاں مجبور ہو گئیں، ان کے سر جھک گئے اور آخر شریعتِ اسلامیہ نافذ کر دی گئی۔ ایسی قوم کو انعام ملنا چاہیئے تھا یا سزا ملنی چاہیئے تھی، یہ پہلو کوئی نہیں سوچتا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ سب کچھ جماعت احمدیہ پر ظلم کے نتیجہ میں ہے، یہاں تک تو ان کی فکر جاتی ہی نہیں۔ اس معاملہ میں تو وہ سوچ سے ہی محروم ہو چکے ہیں، دماغی قوتیں سلب ہو گئی ہیں حالانکہ یہ ایک معمولی سی بات ہے اگر احمدیہ مسئلہ نہ ہوتا تو ناممکن تھا کہ پاکستان کی سیاست مولوی کو اپنی جوتی کی نوک پر بھی رکھتی۔ صرف احمدیت کے تعلق کا خوف ہے، احمدیت کی جانبداری کا خوف ہے جو ہمارے سیاستدان کو دن بدن مولوی کے سامنے جھکنے پر مجبور کرتا چلا جاتا ہے۔ جب احمدیت کے تعلق کی دھمکی ہو تو اس دھمکی کے اثر سے نکلنے کے لئے سب کچھ کر گزرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں، عقل کا دامن جتنا بھی باقی ہے ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ دنیا کی سیاستیں اس طرح زندہ نہیں رہ سکتیں۔ ایک عام عدالت پہلے سے جاری ہے۔ اس کے پہلو بہ پہلو ایک شرعی عدالت بھی جاری ہو گئی ہے۔ ایک عام قانون جاری ہے اور ایک شرعی قانون بھی جاری ہو گیا ہے۔ چند مولویوں کے ہاتھ میں شریعت کی تعبیر اس طرح چھوڑ دی گئی ہے کہ شریعت کورٹ جو بھی فیصلے دیتی ہے اب پاکستانی اسمبلیوں میں عوام کے نمائندے مجبور ہو چکے ہیں انہوں نے اپنے ہاتھوں خود اپنے آپ کو رسیوں میں جکڑ لیا ہے کہ مولوی اسلام کے نام پر جو کہیں یہ اُسے کرنے پر مجبور ہیں۔

ہمارے قانون میں اتنا دوغلا پن پیدا ہو چکا ہے کہ بعض قانون دان اس پر بڑی سخت تشویش کا اظہار کر رہے ہیں۔ ایک موسیٰؑ کے مقابل پر فرعون کی قوم جو ظلم کرتی تھی وہ اتنی عقل ضرور رکھتی تھی کہ سمجھتی تھی کہ ہماری شامت اعمال سے اس ظلم کا کچھ تعلق ضرور ہے۔ پھر وہ جا کر اپنے ظلموں کی معافی بھی مانگتے تھے اور استدعا بھی کرتے تھے کہ ہمارے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان مصیبتوں کو ٹال دے۔ قرآن کریم نے عبرت کے طور پر ان کے واقعات کو کھول کر ہمارے سامنے رکھ دیا۔ لیکن آج کے باشعور زمانے میں جبکہ تعلیم کا چرچا ہے۔ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ پاکستان اور بعض دوسرے ملکوں میں اتنی سوچ بھی باقی نہیں رہی کہ وہ باتوں کے آپس میں رشتے تو ملا کر دیکھیں۔

احمدیوں پر ظلم ناروا کا انجام

کب سے پاکستان مصیبت میں مبتلا ہوا ہے؟ جب سے احمدیوں کو اسلام سے باہر نکالا ہے۔ اسلام کے اندر اسلام کی برکت کی جماعت احمدیہ ہی ضمانت تھی۔ یہی وہ تعویذ تھا جس کے نام پر اسلام کا تقدس جاری تھا۔ اس تعویذ کو تو آپ نے نکال کر باہر پھینک دیا۔ پیچھے پھر اسلام کیا اور اسلام کی برکتیں کیا سب کچھ ہاتھ سے جاتا رہا ہے اور مسلسل اس کے بعد سے سیاست گندی سے گندی ہوتی چلی جا رہی ہے، بکتی جا رہی ہے۔ HORSE TRADING کا محاورہ ایسے کھلے طور پر استعمال ہوتا ہے جیسے یہ روز مرہ کی کوئی بات ہے۔ کوئی شرم و حیا کی بات ہی نہیں رہی۔ کرپشن سر سے پاؤں تک، ناخنوں تک پہنچ گئی ہے۔ کوئی زندگی کا ایسا شعبہ نہیں جہاں بد دیانتی کے بغیر کام چل سکے۔ بے حیائی کا یہ عالم ہے کہ پھر بھی سب کہتے ہیں الحمد للہ اسلام آ رہا ہے، اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ہم اسلام کے قریب تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کہاں اسلام کے قریب ہو رہے ہیں؟ کسی نے کبھی نہیں سوچا۔ اگر ان ساری بدبختیوں کا نام اسلام ہے تو نعوذ باللہ من ذالک اس اسلام سے تو دوری بہتر ہے لیکن خدا گواہ ہے کہ یہ اسلام نہیں ہے۔ یہ بدبختیاں تمہاری شامتِ اعمال ہیں۔ تم نے احمدیوں پر مظالم کر کے اسلام سے جو دوری اختیار کی ہے یہ اس کی سزا ہے۔ ورنہ اسلام سے قرب کی تو خدا سزا نہیں دیا کرتا۔ اسلام سے قرب کی تو جزاء ہوتی ہے۔ پس یہ ساری مصیبتیں جو تم پر نازل ہو رہی ہیں تمہیں کون سمجھائے اور کیسے سمجھائے کہ اسلام سے قرب کے نتیجہ میں نہیں بلکہ اسلام سے دوری کے نتیجہ میں ہیں۔ اسلام کے حسین منصفانہ بنیادی قوانین کو تم نے بالائے طاق رکھ دیا بلکہ بھاڑ میں جھونک دیا اور کبھی تم نے ضمیر کی ادنیٰ سی کسک بھی اپنے دل میں محسوس نہیں کی کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ مقدس اسلام کو کیسے استعمال کر رہے ہیں اور مکرٌ فی آیاتنا ہے کہ وہ جاری ہے اور مسلسل چلتا چلا جا رہا ہے۔ ہر مصیبت کے لئے کوئی نہ کوئی نیا نسخہ ہے جو پیش ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جماعت اسلامی کہتی ہے کہ یہ جو اب مصیبتیں آئی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے جماعت اسلامی سے انحراف کیا ہے اور اس کی باتیں نہیں مانیں اور جمعیت العلماء اسلام کہتی ہے کہ چونکہ تم نے اسلام کی ہماری تعبیر کو قبول نہیں کیا بلکہ کوئی اور اسلام جاری کر دیا ہے اس لئے خدا تعالیٰ تم سے ناراض ہو گیا ہے۔ پہلے خدا ناراض کیوں نہیں تھا جبکہ اسلام کا نام بھی نہیں تھا۔ اُس وقت خدا کہاں چلا گیا تھا، اس کی غیرت کہاں تھی۔ اچھا بھلا پاکستان تھا۔ ساری دنیا میں اس کی عزت تھی شہرت تھی۔ ہر جگہ انصاف جاری تھا۔ بد دیانتیاں تو ہر ملک میں ہوتی ہیں مگر پاک۔ ان میں برائے نام تھیں بہت معمولی سی تھیں۔ ایک پولیس کا محکمہ تھا جو بدنام تھا۔ اب بھی پولیس کے محکمہ کو نیک نام تو نہیں کہہ سکتے لیکن وہ باقی سب محکموں سے مل جل سا گیا ہے۔ سارے ہی پولیس کے اہلکار لگتے ہیں۔ ہر جگہ نحوست ہے، ایسی نحوست ہے جو چہروں پر لکھی جا چکی ہے۔ قرآن کریم تو فرماتا ہے کہ سیما ھم فی وجوھھم من اثر السجود ان کی پاک نور کی علامتیں سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر لکھی گئی ہیں اور ان کے چہروں پر جگہ جگہ آپ دیکھیں، جس دائرہ کار میں آپ کا تعلق کسی حکومت کے نمائندے سے ہو آپ کو وہاں سجدوں کے نتیجہ میں نور کی کوئی علامت دکھائی نہیں دے گی بلکہ نحوست دکھائی دے گی۔

کچھ لوگ یہاں انگلستان سے پاکستان گئے۔ واپسی پر میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہم پہلے پاکستانی تھے، پاکستان سے تعلق تو بہر حال اب بھی ہے وہ کبھی ٹوٹ نہیں سکتا اور شاید اسی تعلق کی وجہ ہے کہ بیحد دل برداشتہ ہو کر لوٹے ہیں۔ بعض ماں باپ نے کہا کہ بچوں کو بڑے شوق سے لے کر گئے تھے لیکن جا کر اتنی تکلیف ہوئی ہے کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے چھوٹے سے چھوٹے کام کے لئے بھی رشوت نہ دو تو کام نہیں بنتا۔ سیٹ بک کروانے میں بھی رشوت دینی پڑتی تھی۔ انہوں نے یہاں تک بتایا کہ PIA کے جہاز میں لاہور سے بک کرائی ہوئی سیٹ ہمیں دینے سے انکار کر دیا کہ سیٹیں بھر چکی ہیں۔ پھر کسی نے سمجھایا کہ بے وقوف! پیسے دو گے تو تمہاری ریزرو سیٹ تمہیں ملے گی۔ ہر شعبۂ زندگی میں بد دیانتی اپنے کمال کو پہنچ چکی ہے اور اسلام کی باتیں ہیں جو ختم ہونے میں نہیں آ رہیں۔ کچھ سمجھ نہیں آتی وہ کونسا اسلام ہے جس کی رٹ لگائی ہوئی ہے کن رگوں میں وہ دوڑ رہا ہے وہ کیا خون ہے جو نعوذ باللہ من ذالک اسلام سے پلید ہو رہا ہے۔ یہ نام تو خونوں کو پاک کرنے والا نام تھا۔ یہ نام تو جس رگ میں پھڑکے اس رگ کو زندہ کر دیتا ہے جس لہو میں شامل ہو اُسے پاکیزہ بنا دیتا ہے۔ یہ وہی نام ہے جس نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور آپؐ کے غلاموں کو نئی روحانی زندگی عطا کی تھی، ایک روحانی انقلاب برپا کر دیا تھا۔ آج یہ اُلٹ کیسے چل رہا ہے۔ یہ سوچنے کی بات ہے لیکن جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے کیا ان کے دلوں پر تالے پڑ چکے ہیں۔ اگر دلوں پر تالے پڑ چکے ہوں تو پھر کوئی علاج نہیں ہے مگر قرآن کریم نے ساتھ یہ بھی فرمایا اذا ھم مکرٌ فی آیاتنا یہ اپنے نفس کو قائل کرنے کے لئے بہانے ضرور تلاش کرتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی مکر بنا لیتے ہیں۔ آجکل یہ مکر چلا ہوا ہے ملّاں اپنی خفّت مٹانے کی خاطر اور عوام کو یہ باور کرانے کے لئے کہ یہ ساری نحوستیں ہماری نہیں اور ہماری فرضی شریعت کی نہیں بلکہ اس بات کی نحوست ہیں کہ ہماری برانڈ کا اسلام کیوں نہیں آیا۔ یہ نواز شریف برانڈ اسلام کیوں آیا۔ ہے یا بے نظیر برانڈ اسلام کیوں لایا جائے گا۔ جب تک ہماری (BRAND) برانڈ، ہماری قسم کا اسلام نافذ نہیں ہوتا اس وقت تک تم لوگ بچتے نہیں حالانکہ وہ آخری تنکا ہو گا جو کمر توڑنے والا ہو گا۔ ابھی تک خدا کا شکر ہے کسی مولوی کی مکمل برانڈ نہیں آئی۔ اگر وہ آ جائے تو اس ملک کے بچنے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔

تفکر فی الآیات کی ضرورت

خدا کرے کمر توڑنے والے اس تنکے سے پہلے پہلے لعنتوں کے جو بوجھ یہ اپنی کمر پر لاد بیٹھے ہیں ان کو ہلکا کرنا شروع کریں اور مکرٌ فی آیاتنا کی بجائے تفکر فی الآیات کی عادت ڈالیں۔ مکر اور تفکر میں یہ فرق ہے کہ مکر کے نتیجہ میں انسان بہانے تلاش کرتا ہے اور اصل وجہ کو چھپاتا ہے اور دوسری وجہیں سوچ کر ان سے اپنے ضمیر کی غلطیوں پر پردے ڈالتا ہے لیکن تفکر کے نتیجہ میں انسان گہرا اترتا چلا جاتا ہے۔ بات کی کنہہ تک پہنچتا ہے۔ وہ آخری سبب جس کی وجہ سے

کوئی چیز یا کوئی سلسلہ شروع ہوتا ہے اس کی کنہہ تک پہنچ جاتا ہے اور یہ کچھ مشکل نہیں ہے۔ پاکستان کی تاریخ کو احمدیت سے پاکستان کے سلوک کی تاریخ کے ساتھ ملا کر پڑھیں، ہر بات ایسی کھلتی چلی جائے گی جیسے دن کی روشنی میں آپ کچھ دیکھ رہے ہوں۔ پس ایک مضمون تو مذہبی دنیا سے تعلق رکھنے والا مضمون ہے جس کا تاریخ سے بھی تعلق ہے، حال سے بھی تعلق ہے، مستقبل سے بھی رہے گا لیکن اس تعلق میں جب ہم آج کے پاکستان کا جائزہ لیتے ہیں تو بڑا دکھ ہوتا ہے کہ سابقہ تاریخ سے استفادہ کرنے کی بجائے قومیں جب دوبارہ وہی ٹھوکر کھاتی ہیں تو پہلے سے بڑھ کر ٹھوکر کھایا کرتی ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے۔ پہلی غلطی دہرانے والی قومیں اس مقام پر نہیں ٹھہرا کرتیں جو پہلی غلطی کا مقام تھا بلکہ ہمیشہ آگے بڑھ جاتی ہیں اور اس طرح خدا کی پکڑ بھی بالآخر آگے بڑھتی ہے اور اس جاری سلسلے کو دنیا میں کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔

عام انسانی نفسیات سے تعلق رکھنے والا مسئلہ

اس کا ایک اور پہلو ذاتی سوچوں کا پہلو ہے اور روزمرّہ کی زندگی سے تعلق رکھنے والا ہے۔ وہ یہ ہے کہ انسان جب بھی کسی مشکل میں مبتلا ہو تو اس کی اپنی دنیا کے اندر اسی قسم کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ وہ سوچتا ہے میں کیوں اس مصیبت میں مبتلا ہوا۔ اب میں بچوں گا تو کیسے بچوں گا۔ اگر میں بچ گیا تو کیا کچھ کروں اور دعائیں کرتا بھی ہے اور لمبا اوقات کرواتا بھی ہے لیکن جب بچ جاتا ہے تو ہمیشہ اس بچنے کا کریڈٹ یا اپنے آپ کو دیتا ہے یا اپنی کسی ہوشیاری کو دیتا ہے، اپنے کسی علاج کو دیتا ہے یا اور کوئی بہانہ ڈھونڈ لیتا ہے۔ وہ خدا کے لئے دل میں تعریف پیدا نہیں کرتا بلکہ اپنے لئے یا اپنی کسی ہوشیاری کے لئے تعریف کا جواز پیدا کرتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جن کو خدا تعالیٰ اس ہلاکت سے بچاتا ہے لیکن یہ روزمرّہ کی ایک عام انسانی نفسیات سے تعلق رکھنے والا مسئلہ ہے۔ ایک انسان کسی مشکل میں مبتلا ہوا اور دعا بھی کی اور ہاتھ پاؤں بھی مارے اور کوئی نہ کوئی تدبیر کہیں چل گئی یا وہ یہ سمجھا کہ اتفاق سے میرا ایک ایسا دوست آ گیا جس کو مدت سے جانتا تھا لیکن تعلق نہیں رہا تھا وہ موقعہ پر آ گیا اور میں نے اس سے بات کی اور کام بن گیا اور جب وہ مصیبت ٹل گئی تو اس کی تعریف یا دوست تک ختم ہو جائے گی یا اپنی ہوشیاری تک کہ میں اگر اس وقت اس سے بات نہ کرتا تو شاید میرا مسئلہ کبھی حل ہی نہ ہوتا اور اس کو یہ خیال نہیں آتا کہ جو دعا کی تھی اس کے نتیجہ میں خدا نے ایک سبب پیدا کر دیا یہ کیوں نہیں اس نے سوچا کہ خدا نے دوست کو بھجوا دیا جس سے کبھی ملاقات نہیں رہی تھی۔ خدا نے بروقت اس کے دل میں خیال پیدا کیا کہ یوں ہو گیا ہو گا۔ ایک ایسی فیملی جس کو کسی ملک کا ویزا ملنا تھا چونکہ وہ مومن فیملی ہے، دل کے لحاظ سے، عقل کے لحاظ سے مومن خاندان ہے۔ اس لئے میں اس کی مثال دیتا ہوں کہ ان کی سوچ اس موقع پر مختلف تھی اور وہی مومنانہ سوچ ہے۔ ایک ایسی جگہ کا ویزا لینے کے لئے جہاں ایمبیسز نے راستے بند کئے ہوئے تھے، کسی احمدی کو ویزا نہیں دیتے تھے۔ انہوں نے پتہ کیا تو پتہ لگا کہ کوئی امکان نہیں ہے۔ ان کے میاں نے یونہی بے دلی سے اپنے ایک دوست سے ذکر کیا کہ خواہش تو بہت تھی کہ میرے بچے وہاں چلے جائیں لیکن کوئی صورت نہیں ہے۔ اس دوست نے کہا کہ صورت کیسے نہیں۔ ابھی جاؤ اور جا کر درخواست دے دو اور دیکھو پھر کیا ہوتا ہے۔ انہوں نے جا کر درخواست دی تو بغیر انٹرویو کے، بغیر کسی سوال جواب، بغیر بیوی بچوں کو بلائے سب کا ویزا فوراً دے دیا۔ اب اگر مکرٌ فی آیاتنا کی سوچ ہوتی تو دماغ صرف اسی دوست تک ٹھہرتا کہ دیکھو کتنا عظیم الشان دوست تھا، کیسے موقعہ پر کام آیا۔ لیکن چونکہ مومنانہ سوچ تھی انہوں نے شروع سے آخر تک یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں جب وہ کسی بندے کے لئے تدبیر کرتا ہے تو کس طرح تدبیر کرتا ہے کہ وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس دوست سے ہمیں کوئی خیر پہنچے گی اور بغیر کسی تدبیر کے، بغیر کسی توقع کے، بغیر اس علم کے کہ اس کا اس ایمبیسی سے کوئی دور کا بھی تعلق ہے یونہی بے دلی کی سی بات تھی جو کر دی کہ چھوڑیں جی چھوڑیں ہم وہاں کیسے جا سکتے ہیں، وہاں تو کسی احمدی کو ویزا ملنے کا سوال ہی نہیں اور معلوم ہوتا ہے اس دوست کا ایمبیسی میں کسی شخص سے گہرا تعلق تھا تو اس نے جب اس کو بھیجا ہے تو کوئی بات ہو گی لیکن اصل سبب یہ تعلق نہیں تھا۔ اصل سبب خدا کی تقدیر تھی اور وہ تدبیر تھی جو تقدیر کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہے تو مکرٌ فی آیاتنا اور تفکّر فی آیاتنا دونوں میں فرق ہے۔ روزمرّہ کی زندگی میں ہم سے بارہا یہ واقعات ہوتے ہیں۔ جب بیمار ہوتے ہیں اور اچھے ہو جاتے ہیں تو کہتے ہیں فلاں دوائی سے فائدہ ہوا، فلاں چیز سے فائدہ ہوا۔ دوائیاں بھی کام کرتی ہیں مگر خدا کے اذن سے کام کرتی ہیں صحیح دوائی تک ذہن کا پہنچ جانا بھی اللہ کے اذن سے ہوتا ہے۔ دوائی کو کام کی اجازت بھی تب ملتی ہے جب اللہ تعالیٰ کا اذن ہو۔ پس مومن کو ہمیشہ تدبّر فی آیات چاہیئے تفکر فی آیات چاہیئے اور کبھی مکر فی الآیات کی عادت نہیں ڈالنی چاہیئے کیونکہ یہ ہلاک کرنے والی عادت ہے۔ جن قوموں میں انفرادی طور پر آیات میں مکر کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے بحیثیت مجموعی، بحیثیت قوم ان کی ساری قومی فکر ہی مکر فی الآیات کی فکر بن جایا کرتی ہے جیسے اس سے پہلے فرعون کی قوم اس وجہ سے ہلاک ہوئی جیسا کہ اب ہم پاکستان میں بہت دردناک حالات دیکھ رہے ہیں۔ اسی طرح کا یہ زہر ہے جو افراد میں داخل ہوتا ہے۔ پھر قومی بیماری بن جائے تو قوموں کو ہلاک کر دیا کرتا ہے۔ آپ اس بات پر نگران رہیں اور ہمیشہ نگران رہیں کہ جب بھی کسی مشکل میں مبتلا ہوں اور خدا تعالیٰ سے التجا کر کے اس مشکل سے نجات کے لئے خیر طلب کریں، خدا کی مدد طلب کریں اور وہ مشکل حل ہو جائے تو خواہ کیسے ہی بڑے بڑے بت آپ کے سامنے کیوں نہ آئیں اور ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کر رہا ہو کہ میری مدد سے تمہارا یہ مسئلہ حل ہوا تو آپ ان سب بتوں کی آواز کو ردّ کر دیا کریں اور گردن صرف خدا کے حضور جھکایا کریں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسباب کا شکریہ ادا نہیں کرنا۔ شکریہ ادا کرنا ہے مگر اللہ کے حکم سے۔ دل پوری طرح خدا کی رضا سے راضی رہنا چاہیئے اور مطمئن رہنا چاہیئے کہ جو کچھ ہمیں ملا محض اللہ کے فضل سے ملا لیکن چونکہ خدا فرماتا ہے کہ جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ اس لئے صاحبِ شکر بندہ بنیں اور یہی سچائی ہے، یہی توحید کامل ہے جس پر جماعت کو ہمیشہ قائم رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ماریشس کے جلسہ سالانہ کا افتتاح

پیشتر اس کے کہ مَیں دوسرا خطبہ شروع کروں اور اس پہلے حصّے کو ختم کروں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ماریشس کی جماعت کا آج جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے اور ماریشس کی جماعت نے مجھ سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ یہ خطبہ جمعہ جو ہم بھی سن رہے ہوں یہ ہمارے جلسہ کا افتتاح بن جائے اس لئے اس

خطبہ جمعہ میں ہمیں مخاطب کر کے بھی کچھ باتیں کریں تو چونکہ ٹیلی کمیونی کیشن کے وسیلے سے خطبے کے دوسرے ملکوں تک پہنچنے کا یہ سارا سلسلہ ماریشس سے شروع ہوا تھا اور انہی لوگوں کی BRAIN WAVE تھی یعنی ان کے ذہن کی ایک خاص لہر تھی جسے یہ خیال پیدا ہوا، اس لئے ساری دنیا کی جماعتیں ماریشس کی بہرحال ممنونِ احسان ہیں جن کو فوری طور پر براہِ راست یہ آواز سننے کی توفیق مل جاتی ہے۔ ماریشس کی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی مستعد اور مخلص جماعت ہے اور ماریشس کے لوگ ذہین بھی ہیں اور اعلیٰ درجے کی سینس آف ہیومر (SENSE OF HUMOUR) یعنی ذوقِ مزاح بھی رکھتے ہیں اور بہت سے کاموں میں باقاعدہ اور مستعد ہیں۔ اگرچہ یہ جزیرہ ایسا ہے جس میں لوٹس ایٹرس (LOTUS-EATERS) کا خیال آتا ہے یعنی ٹینیسن (TENNYSON) کی ایک مشہور نظم لوٹس ایٹرس (LOTUS-EATERS) ہے جس میں ایک ایسے جزیرے کا نقشہ کھینچا گیا ہے جہاں ہمیشہ ایک ہی سا موسم رہتا ہے۔ بہت ہریالی ہے اور بہت سرسبزی اور شادابی ہے اور زمین بھی مہربان ہے اور آسمان بھی مہربان ہے اور دونوں کے دونوں اتنے مہربان ہیں کہ لوگوں کو اپنے کاموں کیلئے کچھ کرنا نہیں پڑتا اس لئے وہ بے انتہا سست ہوگئے ہیں اور لوٹس (LOTUS) کھاتے رہتے ہیں یعنی افیم اور سارا دن ان کا سوائے اس کے کوئی کام نہیں کہ افیم کھائی اور نشے میں دھت رہے اور خدا کی قدرت کے عجائب دیکھتے رہے۔ ماریشس ویسا ہی جزیرہ دکھائی دیتا ہے جیسا ٹینیسن (TENNYSON) کی اس لوٹس ایٹرس (LOTUS-EATERS) کی نظم میں بیان کیا گیا ہے مگر ہے بالکل برعکس نتیجہ ظاہر کرنے والا جزیرہ۔ یہاں کے لوگ ایسے خوبصورت جزیرے میں، ایسے دائمی اچھے موسم کا فیض پاتے ہوئے بھی بہت محنتی ہیں، بہت مستعد ہیں۔ جماعتی کاموں میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت باقاعدہ اور مستعد اور ہر آواز پر لبیک کہنے والے اور ذہنی لحاظ سے اچھی اچھی باتیں ان کو سوجھتی رہتی ہیں۔

ان سے شکوہ صرف یہ ہے کہ تبلیغ کے معاملہ میں جیسی ان سے توقع تھی آغاز میں تو وہ پوری کی لیکن اب کچھ سست ہوگئے ہیں۔ اگر دنیا کے معاملے میں لوٹس ایٹرس (LOTUS-EATERS) نہیں بنے تو خدا کے لئے تبلیغ کے معاملے میں تو لوٹس ایٹرس (LOTUS-EATERS) نہ بن جاؤ۔ یہ ایک وہ جگہ ہے جہاں لوٹس ایٹرس (LOTUS-EATERS) ہونا حرام ہے۔ اس لئے اگر آپ لوگ خدا کی نعمتوں کا جو اس نے آپ پر نازل فرمائیں شکر ادا کرتے ہوئے پوری محنت کے ساتھ اپنے جزیرے کو وہ روحانی نعمت بھی عطا کرنے کی کوشش کریں جس سے آپ فیضیاب ہو رہے ہیں تو واقعی اس دنیا میں یہ جزیرہ ہر پہلو سے جنّت نشاں بن سکتا ہے اس سلسلے میں سر جوڑ کر بیٹھنے کی ضرورت ہے آپ لوگوں کو خدا نے اچھا ذہن عطا فرمایا ہے، ترکیبیں سوجھتی ہیں، محنت کر لیتے ہیں۔ لوگوں کے اندر جاذب ہونے کی طاقت موجود ہے، دل جیتنے کی طاقت موجود ہے۔ وہ کون سی چیز ہے جس کی تبلیغ میں ضرورت ہو اور آپ کو مہیا نہ ہو آپ کو سب کچھ مہیا ہے۔ اگر دعا کی کمی ہے تو پھر دعائیں کریں اور جس طرح بھی ہو اپنی سابقہ کوتاہیوں کی تلافی کرنے کی کوشش کریں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ماریشس کی جماعت پوری طرح مستعد ہو جائے جیسا کہ عام طور پر ماریشس کے لوگ ہیں، صاف لوگ ہیں، جلدی اثر قبول کرنے والے ہیں۔ مخالفت کا اثر بھی جلدی قبول کر لیتے ہیں لیکن پاکستانی اور ہندوستانی لوگوں کی طرح مخالفت کے رنگ کو پکا نہیں کرتے بلکہ جہاں شفاف پانی ملا وہ رنگ دھل گیا اور دوسرا رنگ چڑھ گیا لیکن خدا کا رنگ پکا ہوا کرتا ہے۔ وہ جب چڑھتا ہے تو اس بات کی ضمانت خود دیتا ہے کہ وہ رنگ مستقل رہ جائے گا۔ مَیں یہ چاہتا ہوں کہ جس طرح آپ نے دوسرے گندے رنگ جو آپ پر احمدی ہونے سے پہلے چڑھے ہوئے تھے یک دفعہ دھو ڈالے اور خدا کے رنگ میں رنگین ہوئے اور خدائی لوگوں کی صفات اپنانے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ اس معاملے میں ابھی بہت سی منزلیں طے ہونے والی ہیں۔ یہ نہیں مَیں کہتا کہ آپ درجۂ کمال کو پہنچ گئے ہیں لیکن دنیا کی جماعتوں میں آپ کا ایک مقام ہے اسی لئے آپ مجھے بہت عزیز ہیں۔ اس پہلو سے مَیں آپ سے توقع رکھتا ہوں اور اس توقع رکھنے کا حق رکھتا ہوں کہ اگر آپ خدا کے فضل کے ساتھ تبلیغ کی طرف بھرپور توجہ دیں تو اس جزیرے کی چند سالوں میں قسمت بدل سکتی ہے اور یہ دنیا میں ہی نہیں بلکہ دین میں بھی ایک جنّت نشان جزیرہ بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور اہل ماریشس کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ آپ کے نیک رنگ اختیار کریں اور جلد از جلد احمدیت کی پُرامن آغوش میں آجائیں۔

اس مختصر افتتاحی خطاب کے بعد اب میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ اب میں مسنون خطبہ پڑھوں گا

نصیب ہوں کہ نہ ہوں پھر یہ دن خدا جانے

نظر نظر میں لئے جان و دل کے نذرانے
طوافِ شمع کو پھر آگئے ہیں پروانے
جبیں پہ گردِ رہِ عشق دل میں سوز و سُرور
بصد نیاز چلے آ رہے ہیں دیوانے
زمینِ قادیاں سجدوں سے ناپنے کے لئے
ہیں سر کے بَل چلے آئے تمام فرزانے
وہ لوگ آئے ہیں آنکھوں میں شمعِ شوق لئے
جنہیں نہ پُوچھا کبھی کم نگاہ دنیا نے
یہ تین دن بھی عجب رحمتوں کے دن ہوں گے
کِھلیں گے دیدہ و دل میں گُلوں کے پیمانے
مُصافحوں میں لپک اور مُعانقوں میں خلوص
عطا کیا ہے عجب سوز انہیں مسیحا نے
چھلک رہے ہیں لرزتی ہوئی صداؤں میں
محبتوں کے خزانے، دلوں کے کاشانے
شرابِ نُور سے دھو لو دل و نظر ثاقب
نصیب ہوں کہ نہ ہوں پھر یہ دن خدا جانے

ثاقب زیروی لاہور

ایک بزرگ درویش کا القاءِ ربانی

سب کو چھوڑو خلیفے کو پکڑو

مرسلہ :۔ مکرم منیر احمد جاوید ، لندن

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب قادیانی جماعت احمدیہ کے ایک نہایت بلند پایہ بزرگ تھے ۔ انہوں نے حضرت مرزا البشیر احمد صاحبؓ ناظر خدمت درویشان کے نام پارٹیشن کے جلد بعد ۵ فروری ۱۹۵۰ء کو قادیان سے جو خط لکھا وہ اس لائق ہے کہ اسے آج بھی دہرایا جائے اور آج کی احمدی نسلیں بھی ان بزرگوں سے فیضیاب ہوں ۔ یہ ایسے ربّانی وجود تھے کہ حضرت مصلح موعودؓ اور دوسرے بزرگ ہمیشہ ان کو استخاروں اور دُعا کے لئے کہا کرتے تھے اور ان کا بھی خدا تعالیٰ سے اتنا روشن اور زندہ تعلق تھا کہ ہر الجھے ہوئے مسئلہ کا جواب بڑی جلدی صفائی سے انہیں بتا دیا جاتا ۔ خدا کرے کہ آج کی احمدی نسل میں بھی بکثرت ایسا اُجلا ذاتی تعلق باللہ رکھنے والے پیدا ہوں ۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

حضرت محترمی حبّی فی اللہ میاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۱۹۴۷ء کے فسادات میں جب حالات زیادہ بگڑ رہے تھے اور کچھ احمدی احباب بھی قادیان سے رختِ سفر باندھ رہے تھے ۔ مجھے از حد تشویش ہوئی کہ دارالکفر سے نکل کر قادیان میں آیا تھا اب پھر کہاں جاؤں ؟ اس وقت امیر جماعت آپ تھے ۔ میں براہِ راست آپ کے پاس اسی لئے یہاں سے نکلنے کی بابت کبھی نہیں آیا ۔ پھر لکھ کر یا مولوی فضل الدین صاحب وکیل کو لکھ کر آپ کا عندیہ معلوم کیا ۔ تو چونکہ صلحاء کی فراست میں نُور اللہ ہوتا ہے ۔ آپ نے یہی مشورہ دیا کہ آپ نہ جائیں ۔ بعد میں جب حالات اور ابتر ہو گئے اور یہ حکم ہوا کہ جوان لڑکیاں اور بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں چلے جائیں ۔ میں نے اس وقت بڑے اضطراب سے دُعا کی تو یہ الفاظ میری زبان پر تھے کہ

"قادیاں سے جانا شومئ قسمت ہے"

میں نے اپنی مرحومہ بیوی سے کہا کہ تم چلی جاؤ میں نہیں جاؤں گا نہیں معلوم کیسی تکلیفیں پیش آئیں ۔ لیکن انہوں نے کہا کہ آپ نہیں جاتے تو میں بھی نہیں جاؤں گی ۔ پھر میں نے آپ کے پاس مولوی فضل الدین صاحب کو بھیجا کہ یہ حالات ہیں مولوی صاحب نے واپس آ کر مجھے یہ بتایا کہ ان حالات میں آپ کو میاں صاحب اجازت دیتے ہیں ۔ بات تو صاف تھی کہ قادیان میں رہنا خوش نصیبی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا منشا بتا دیا تھا لیکن حالات پیش آمدہ میں میں اپنی اہلیہ اور پانچ جوان لڑکیوں کو لے کر گیا ۔ گو بفضلہ تعالیٰ مجھے بعد میں اکیلے قادیان واپس آنے کی توفیق مل گئی ۔ لیکن ابتداءً قادیان سے نکلنے کا خیال آتا ہے تو از حد تکلیف ہوتی ہے ۔ ۲۹ جنوری ۱۹۵۱ء کو میرے لڑکے کا خط آیا کہ آپ کی دعاؤں کے طفیل میں میجر ہو گیا ہوں ۔ میں نے اسے لکھا کہ آپ بال بچوں والے ہیں آپ کے رزق میں فراخی باعث راحت ہے ۔ لیکن میری از حد خوشی اس وقت ہو گی جبکہ آپ اللہ تعالیٰ کی رضا لئے ہوئے جنت الفردوس میں داخل ہوں گے ۔ نیکی سے غافل نہ رہیں ۔ بحمداللہ میں اچھا ہوں ۔ لیکن اکیلا رہنا اور تنہائی کبھی کبھی محسوس ہوتی ہے (اس عرصہ میں میری دیرینہ رفیق حیات اور محسنہ بیوی بھی پاکستان میں فوت ہو چکی ہے) لیکن خدا تعالیٰ کا ساتھ ہے اس لئے خوشی ہی خوشی ہے ۔ اللہ تعالیٰ چونکہ حکیم ہے اس نے بھی اسباب بادیہ پر نظر رکھتے ہوئے اصلاحی صورت میں صدق ، وفا اور اخلاص کو کچھ میلا ہوتا دیکھ کر آج رات ساڑھے تین بجے کے قریب یہ فرمایا :۔

"سب کو چھوڑو خلیفے کو پکڑو"

ہر کام کے لئے پہلے خیال ہوتا ہے پھر عزم پھر آلاتِ جسم کام کرتے ہیں ۔ یہ اس کا خاص فضل ہے کہ اس نے یہ الفاظ فرما کر بہت سے عرفان سے متمتع کیا اور چونکہ وہ طیّب ہے اور طیّب ہی کو قبول کرتا ہے ۔ اس لئے متنبہ کر دیا کہ سب کچھ ہی چھوڑ دو ۔ ایسے خیالات کی رو بھی کبھی اس رنگ میں نہ آنے دو کہ قادیان میں رہنا کسی رنگ میں بھی ملال کا موجب ہو سکے ۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے ۔ مگر تم اُس حالت میں اِس عادت سے حصّہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مُراد یابی اور نامرادی میں اُس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہو گا جس نے مدّت سے اپنا چہرہ چُھپا لیا ہے ۔"

حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت کے مزعومہ عقیدہ پر محققانہ نظر

چوہدری عبداللطیف سابق مبلغ، جرمنی

حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت کا مسئلہ کم و بیش دو ہزار سال سے متنازعہ فیہ چلا آرہا ہے۔ یہودی ان پر اس وجہ سے ایمان نہ لائے کہ عہد نامہ قدیم میں صاف لکھا ہے کہ جو شخص صلیب پر فوت ہو وہ لعنتی ہوتا ہے۔ عیسائی دنیا کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت ہوئے اور اس طرح صلیب پر جان دے کر وہ باقی دنیا کے لئے کفارہ بن گئے یعنی ان کی صلیب پر موت سے دنیا ورثہ کے گناہ سے نجات پاگئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بائبل کے حوالہ جات اور عیسائی مورخین کی کتب کے حوالہ جات سے اللہ تعالیٰ کے واضح الہامات کی روشنی میں ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام خدا تعالیٰ کے سچے نبی تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں صلیب کی لعنتی موت سے نجات دی۔

● عہد نامہ قدیم کی کتاب استثناء باب ۲۱ آیت ۲۳ میں صاف لکھا ہے۔

"جو کاٹھ پہ لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے"۔

حضرت مسیحؑ خدا کے عظیم الشان اور پیارے نبی تھے ان کو خدا سے محبت تھی اور خدا ان سے پیار کرتا تھا اس لئے یہ امر کسی طرح بھی باور نہیں کیا جا سکتا کہ خدا تعالیٰ ان کو لعنت کی موت سے ہمکنار کرتا۔ اگر وہ واقعی صلیب پر فوت ہو گئے تھے تو یہودی روایات کے مطابق وہ لعنتی ثابت ہوتے ہیں اس کا صاف مطلب یہ بنتا ہے کہ نعوذ باللہ ان کا دل خدا تعالیٰ سے متنفر ہو گیا اور وہ خدا تعالیٰ کی محبت پیار اور رحمت سے عاری ہو گئے اور اس طرح اُن میں اور خدا تعالیٰ میں باہم نفرت اور عداوت پیدا ہو گئی اور خدا تعالیٰ نعوذ باللہ ان کا دشمن ہو گیا۔ لعین تو شیطان کا نام ہے۔ افسوس صد افسوس عیسائی دنیا نے اس واضح حقیقت پر غور نہ کیا۔ ایک طرف تو عیسائی صاحبان ان کو خدا کا بیٹا بلکہ خدا تسلیم کرتے ہیں اور دوسری طرف ان کو لعنتی قرار دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" صفحہ ۲۳۲ پر فرماتے ہیں :۔

"حضرت مسیح سراسر خدا کی محبت سے معمور رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہا۔ خدا کی برکات اور رحمتیں ہمیشہ آپ پر برستی رہیں۔ آپ خدا کے محبوب رہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی آپ کا دل خدا کی محبت سے خالی نہ رہا اس لئے ضروری تھا کہ آپ اس لعنت کی لکڑی سے زندہ اترتے تا آپ پر ان غلیظ الفاظ میں سے کوئی بھی اطلاق نہ پا سکے۔ آپ ہمیشہ ہی خدا تعالیٰ کے پیارے اور محبوب ہی کہلائیں"۔

پس یہ ایک ہی دلیل اس بات کو صراحت سے ثابت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صلیب کی لعنتی موت سے نجات عطا فرمائی اور آپ دیگر انبیاء کی طرح اپنے مشن کو مکمل کر کے کامیاب و کامران طبعی موت پا کر اپنے محبوب حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

● پھر متی باب ۱۲ آیت ۴۰ میں لکھا ہے "اس زمانہ کے برے اور زنا کار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا کیونکہ جیسے یوناہ تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا"۔

اس نشان کا ذکر لوقا نے بھی باب ۱۱ آیت ۳۰-۲۹ میں کیا ہے لیکن اُس نے اپنے بیان میں وقت کا ذکر بالکل نہیں کیا جس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ ان آیات کے مطابق دونوں انبیاء میں مشابہت اس طرح ہوتی ہے کہ جس طرح یونا نبی مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے اور آپ وہاں سے زندہ نکلے اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام بھی صلیب سے زندہ اترے اور ان پر صرف غشی کی حالت طاری تھی اور انہوں نے یہ مثال بیان کر کے واضح طور پہ ارشاد فرمایا کہ وہ زمین کے پیٹ سے زندہ نکل کر اپنی قوم سے دوبارہ ملیں گے اور یونس نبی کی طرح قوم میں عزت پائیں گے۔ اس طرح یہ پیشگوئی اپنی پوری آب و تاب سے پوری ہوئی اور حضرت مسیح علیہ السلام صلیب سے زندہ اتر کر زخموں کے علاج کے بعد اپنی ان گمشدہ قوموں کی طرف گئے جو کشمیر، تبت، افغانستان، مشرقی ممالک میں سکونت پذیر تھیں۔

● حضرت مسیح علیہ السلام کو خود اس بات کا پورا علم تھا کہ یہ صلیبی موت ان کے مشن کے صریح خلاف ہے اس لئے انہوں نے خدا تعالیٰ کے حضور عجز و انکسار کے ساتھ دعائیں کیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو لعنتی موت سے بچا لے۔ چنانچہ لوقا کی انجیل باب ۲۲ آیات ۴۶-۴۳ میں لکھا ہے "اور گھٹنے ٹیک کر یوں دعا کرنے لگا کہ اب باپ اگر تو چاہے تو یہ پیالہ (صلیبی موت کا) مجھ سے ہٹا لے۔ آسمان سے ایک فرشتہ اس کو دکھائی دیا وہ اُسے سخت تقویت دیتا تھا پھر وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دُعا کرنے لگا اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا۔ جب دُعا سے اٹھ کر شاگردوں کے پاس آیا تو انہیں غم کے مارے سوتے پایا اور ان سے کہا کہ تم سوتے کیوں ہو اٹھ کر دعا کرو تا کہ آزمائش میں نہ پڑو"۔

پھر متی باب ۲۶ آیات ۴۴-۳۶ میں لکھا ہے "اس وقت یسوع ان کے ساتھ گستمنی نام ایک جگہ میں آیا اور اپنے شاگردوں سے کہا کہ یہیں بیٹھے رہنا جب تک میں وہاں جا کر دعا کروں۔ اس وقت اس نے ان سے کہا کہ میری جان نہایت غمگین ہے یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے پھر ذرا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یوں دعا کی کہ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ (صلیبی موت کا) مجھ سے ٹل جائے۔ پھر شاگردوں کے پاس آکر ان کو سوتے پایا اور پطرس سے کہا کیا تم میرے ساتھ ایک گھڑی بھی نہ جاگ سکے جاگو اور دُعا کرو تا کہ آزمائش میں نہ پڑو"۔

پھر متی باب ۲۷ آیات ۴۵ - ۴۷ میں یوں درج ہے "اور دوپہر سے لے کر تیسرے پہر تک تمام ملک میں اندھیرا چھایا رہا اور تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا ایلی ایلی لما سبقتنی یعنی اے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟"

حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی دعاؤں کی قبولیت پر پورا یقین تھا جیسا کہ متی باب ۲۱ آیات ۲۲-۲۱ میں لکھا ہے۔ "بلکہ اگر اس پہاڑ سے بھی کہو گے کہ تو اکھڑ جا اور سمندر میں جا پڑ تو یوں ہی ہو جائے گا اور جو کچھ دعا میں ایمان کے ساتھ مانگو گے سب تم کو ملے گا۔"

انجیل کی یہ آیات قابل غور ہیں اور اس بات کا قطعی ثبوت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی عاجزانہ دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور ان کو لعنتی موت سے بچالیا۔ پھر عبرانیوں باب ۵ آیت ۷ میں صاف لکھا ہے۔ "اس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر کہا اور آنسو بہا کر اس سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا کہ خدا ترسی کے سبب سے اس کی سنی گئی۔"

انجیل کے اس بیان سے یہ امر اور بھی وضاحت سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی دعاؤں کو سنا اور انہیں صلیب کی موت سے محفوظ رکھا۔

● یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح کو لعنتی موت سے بچانے کے لئے عملی تدابیر بروئے کار لایا۔ یہودیوں نے پیلاطوس کی عدالت میں ان کے خلاف مقدمہ دائر کیا۔ وہ ان کے اثر اور رسوخ سے مرعوب ہو کر بے بس ہو گیا اور حضرت مسیح کو ان کے حوالہ کر دیا لیکن الٰہی تصرف کے ماتحت اس کی بیوی نے اسے کہلا بھیجا کہ اس نے رات خواب دیکھی ہے جس کی بناء پر اسے پورا یقین ہے کہ حضرت مسیح بے گناہ ہیں چنانچہ متی باب ۲۷ آیت ۱۹ میں یوں درج ہے۔ "اور جب وہ تخت عدالت پر بیٹھا تھا تو اس کی بیوی نے اسے کہلا بھیجا کہ تو اس راستباز سے کچھ کام نہ رکھ کیونکہ میں نے آج خواب میں اس کے سبب سے بہت دکھ اٹھایا ہے۔"

پھر آگے چل کر اس باب کی آیت ۲۴ پر یوں درج ہے۔

"جب پیلاطوس نے دیکھا کہ کچھ نہیں بن پڑتا تو پانی لے کر لوگوں کے روبرو اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا کہ میں اس راستباز کے خون سے بری ہوں۔"

یوں تو پیلاطوس نے مجبور ہو کر حضرت مسیح علیہ السلام کو یہودیوں کے سپرد کر دیا لیکن اس نے پس پردہ اس کو بچانے کے لئے پوری کوشش کی اور اس کی خفیہ مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کو جمعہ کے روز بعد دوپہر صلیب پر لٹکایا گیا اور یہودی روایات کے مطابق ان کو سورج غروب ہونے سے قبل صلیب سے اتارنا اس لئے ضروری تھا کیونکہ ہفتہ کا روز ان کے لئے سبت کا دن ہوتا ہے اور ان کی روایات کے پیش نظر کسی مجرم کو سبت کے روز صلیب پر _____ رہنے دینا عذاب الٰہی کا موجب ہوتا ہے۔ مرقس باب ۱۵ آیت ۳۳ اس تدبیر کے نتیجہ میں حضرت مسیح علیہ السلام صرف ۳ گھنٹے صلیب پر رہے اور اس قلیل ترین عرصہ میں کوئی شخص صلیب پر مرتا نہیں تھا چنانچہ ان کے ساتھ دو چوروں کو بھی صلیب پر لٹکایا گیا اور ان کو بھی ان کے ساتھ صلیب سے اتارا گیا اور وہ زندہ تھے ان کی ہڈیاں توڑی گئیں اس طرح وہ فوت ہوئے چنانچہ اس کی تفصیل یوحنا کی انجیل باب ۱۹ آیت ۳۴ - ۳۱ میں یوں درج ہے۔

"پس چونکہ تیاری کا دن تھا یہودیوں نے پیلاطوس سے درخواست کی کہ ان کی ٹانگیں توڑی جائیں تاکہ سبت کے دن صلیب پر نہ رہیں۔ پس سپاہیوں نے آکر پہلے اور دوسرے شخص کی ٹانگیں توڑیں جو اس کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے لیکن جب انہوں نے یسوع کے پاس آکر دیکھا کہ وہ مر چکا ہے تو اس کی ٹانگیں نہ توڑیں مگر ان میں سے ایک سپاہی نے بھالے سے اس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے خون اور پانی نکلا۔"

یہ بھی پیلاطوس کی سکیم کا حصّہ تھا تاکہ یہودیوں کا مکروہ منصوبہ پورا نہ ہو۔ ان آیات سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ مزید برآں ان کے جسم سے خون اور پانی نکلنا ان کے زندہ ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ پیلاطوس نے مزید یہ احتیاط کی کہ حضرت یسوع مسیح کے جسم کو حکیم حاذق JOSEPH ARMETHEA اور NICODEMES کے سپرد کیا۔ اس کا ذکر یوحنا کی انجیل باب ۱۹ آیات ۴۲-۳۸ میں یوں آتا ہے "ان باتوں کے بعد آرمتیہ کے رہنے والے یوسف نے جو یسوع کا شاگرد تھا پیلاطوس سے اجازت چاہی کہ یسوع کی لاش لے جائے۔ پیلاطوس نے اجازت دی پس وہ آکر اس کی لاش لے گیا اور پچاس سیر کے قریب مر اور عود ملا ہوا لایا۔"

اگر حضرت مسیح علیہ السلام واقعی فوت ہو چکے تھے تو پھر پچاس سیر مر اور عود کی کیا ضرورت تھی۔ یہ دونوں چیزیں زخموں کے علاج کے لئے اس زمانہ میں استعمال کی جاتی تھیں۔ بائیبل کے ان حوالہ جات سے یہ امر واضح طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صلیب کی لعنتی موت سے نجات دی اور وہ اپنے زخموں کے مندمل ہونے کے بعد اپنے حواریوں کو ملے جیسا کہ انجیل کی مندرجہ ذیل عبارات سے یہ امر پوری طرح واضح ہو جاتا ہے۔

"وہ یہ باتیں کہہ رہے تھے کہ یسوع ان کے بیچ میں آکھڑا ہوا اور ان سے کہا تمہاری سلامتی ہو مگر انہوں نے گھبرا کر اور خوف کھا کر یہ سمجھا کہ کسی روح کو دیکھتے ہیں اس نے ان سے کہا کہ تم گھبراتے کیوں ہو اور کس واسطے تمہارے دل میں شک پیدا ہوتے ہیں میرے ہاتھ اور میرے پاؤں دیکھو۔ مجھے چھو کر دیکھو کیونکہ روح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی جیسا مجھ میں دیکھتے ہو اور یہ کہہ کر انہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے جب مارے خوشی کے ان کو یقین نہ آیا اور تعجب کرتے تھے تو اس نے ان سے کہا۔ یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے انہوں نے اسے بھُنی ہوئی مچھلی کا قتلہ دیا اس نے لے کر ان کے روبرو کھایا۔"

(مرقس باب ۱۶ آیت ۱۴۔ لوقا باب ۲۴ آیت ۴۳-۳۶)

انجیل کی ان آیات کا ایک ایک فقرہ بلکہ ایک ایک لفظ یہ تصدیق کر رہا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ وہ اپنے زخموں کے علاج کے بعد قبر سے نکل کر جلیل کی طرف روانہ ہوئے اور وہ سڑک پر جاتے ہوئے حواریوں کو نظر آئے جیسا کہ مرقس کی انجیل میں واضح طور پر ذکر ہے۔

(مرقس باب ۱۶ آیات ۱۴-۹)

اس تمام بیان سے صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام اسی فانی اور معمولی جسم سے اپنے حواریوں کو ملے اور پیادہ پا جلیل کی طرف ایک لمبا سفر کیا اور حواریوں کو اپنے زخم دکھلائے اور رات ان کے ساتھ مل کر روٹی کھائی اور انہیں یقین دلایا کہ وہ صرف روح ہی نہیں بلکہ جسم اور روح دونوں یعنی زندہ انسان ہیں۔

اس زمانہ کے مغربی محققین نے بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت کے

باره میں اپنی کتب میں سیر کن روشنی ڈالی ہے ۔ اس مختصر سے مضمون میں صرف دو حوالہ جات درج کرنے پر اکتفا کرتا ہوں ۔

JAMES FORLONG اپنی مشہور کتاب FAITHS OF MEN جلد اوّل کے صفحات ۴۴۳ - ۴۴۲ میں تحریر کرتے ہیں ۔

ترجمہ :۔ "یسوع مسیح کی موت کے بارہ میں کوئی واضح دلیل موجود نہیں صلیب کے بعد دونوں چور زندہ تھے پھر یسوع کیسے فوت ہو گیا۔ حالات پیش آمدہ سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ اُس کے دوستوں نے اس کو بچانے کی کوشش کی ہو اور اس میں وہ کامیاب ہو گئے ہوں۔ یہ امر بھی واضح ہے کہ صلیب کے بعد وہ صبح سویرے EMMAUS کی سڑک پر اور پھر TIBERIAS کے ساحل پر دیکھا گیا۔"

پھر H. SPENCER LEWIS اپنی کتاب THE MYSTICAL LIFE OF JESUS کے صفحات ۲۷۱ - ۲۷۰ میں تحریر کرتا ہے ۔

ترجمہ :۔ "یعنی یہ امر قابل غور ہے کہ چاروں انجیلوں متی، مرقس، لوقا اور یوحنا میں کسی بھی جگہ یہ درج نہیں کہ حضرت یسوع صلیب پر فوت ہوئے ہوں بلکہ وہ زندہ تھے جب اُن کو صلیب سے اتارا گیا۔"

ان دلائل سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ اپنی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں انہوں نے افغانستان، تبت اور کشمیر کا سفر اختیار کیا اور اپنی بعثت کے مقصد میں کامیاب و کامران ہو کر ۱۲۰ سال کی عمر میں طبعی موت سے وفات پا کر کشمیر کے سرینگر شہر کے محلہ خانیار میں دفن ہوئے ۔

میرے زمانہ خدمت کے ابتدائی سالوں میں سکنڈے نیویا ممالک کے مشن بھی میری تحویل میں تھے اور مجھے وہاں گاہے بگاہے تقاریر کے لئے جانا پڑتا تھا ایک دفعہ مجھے ان ممالک میں متعدد جگہوں پر تقاریر کا موقع ملا میری تقاریر سے متاثر ہو کر سویڈن کے ایک رسالہ کا چیف ایڈیٹر مجھے ملنے اور انٹرویو لینے کے لئے ہمبرگ آیا۔ میں نے ان کے سامنے انہیں دلائل کو رکھا۔ یہ گفتگو ایمان افروز انداز میں دو تین گھنٹے جاری رہی واپس جا کر اُس نے اپنے رسالہ میں اس گفتگو کا مفصل ذکر شائع کیا جس کے چند فقرات یوں تھے ۔

"ہر چند کہ اس اسلامی جماعت کے مشن عیسائیت کے لئے خطرناک نہیں کہلا سکتے لیکن ہمیں اس حقیقت کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ جماعت ایشیا، یورپ اور امریکہ میں جارحانہ طور پر عیسائیت پر حملہ آور ہے۔ اس کے پیش کردہ دلائل ٹھوس، مضبوط اور قوی ہیں۔ ان حالات میں جب ہم ان نتائج پر غور کرتے ہیں جو اس تبلیغی جدوجہد کے نکل سکتے ہیں تو ہم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ کیا ہم عیسائیوں میں وہ روحانی طاقت موجود ہے جس سے ہم اس جارحانہ تحریک کا مقابلہ کر سکیں۔ کیا ہم عیسائیوں پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا کہ ہم اسلام کے اس چیلنج کا اپنے صحیح عقائد، دعا اور روح القدس کی برکت سے جواب دینے کے قابل ہو سکیں۔"

اس اقتباس کا ایک ایک لفظ احمدیت کی سچائی اور حقانیت پر دال ہے۔

حقیقت الامر یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں عیسائیت کے عقائد کی ایسی بیخ کنی کی ہے کہ عیسائی دنیا بے بس اور عاجز آچکی ہے اور وہ آہستہ آہستہ ہتھیار پھینک رہی ہے مسیحت کے دن اب گنے جا چکے ہیں۔ صلیب انشاء اللہ پارہ پارہ ہو کر رہے گی اور اسلام اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور اپنی ہمہ گیر تعلیمات کی روشنی میں فتح پائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کس ولولہ اور یقین سے فرماتے ہیں ۔

"پس بلا شبہ یہ بات ثابت ہے کہ مسیح مصلوب نہیں ہوا کیونکہ اس کی ذات صلیب کے نتیجہ سے پاک ہے اور جبکہ مصلوب نہیں ہوا تو لعنت کی ناپاک کیفیت سے بے شک اُس کے دل کو بچایا گیا۔"

پھر فرماتے ہیں :۔

"میرا دل مردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے۔ میں کبھی کا اس غم میں فنا ہو جاتا اگر میرا مولا اور میرا قادر و توانا خدا مجھے تسلّی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا۔ سو اب وہ دونو مریں گے۔ کوئی ان کو بچا نہیں سکتا اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔" (اشتہار ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء و تذکرہ صفحہ ۲۹۹)

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا قادیان میں ورود)

جذبات عقیدت — بزبان درویشان قادیان

تکبیر کے نعروں سے ہیں معمور فضائیں
گونج اُٹھی ہیں محبوب کے آنے کی صدائیں
سینے سے لگائیں، انہیں آنکھوں پہ بٹھائیں
دیدار کی جو پیاس تھی برسوں سے بجھائیں
اے قادیاں کیسی ہیں ترے عشق کی راہیں
اُس راہ پہ قربان وہ جس راہ سے آئیں
اِس چاند سے روشن ہوا اس ارض کا آکاش
اِس پھول سے اس دھرتی کی مہکی ہیں فضائیں
مستی میں کبھی رقص کرے بادِ بہاراں
ہوں چاک کبھی شوق سے غنچوں کی قبائیں
حسرت مٹے آنکھوں کی ہو دل عشق میں سرشار
منظر نہ ہٹائیں، ابھی پردہ نہ گرائیں
ہے فیض طلب قادیاں مکّہ کے حرم کا
اس شہر میں آتی رہیں بطحا کی ہوائیں
بخشش کی ردائیں میں مجھے ڈھانپ لے مولیٰ
بندہ تو گنہگار ہے، کرتا ہے خطائیں
یہ ارضِ مسیحا ہے، دُعا مانگ لے خالد
اِس خاک سے ملتی ہیں مریضوں کو شفائیں

محمد شریف خالد، جرمنی

جماعت احمدیہ جرمنی میں شعبۂ قضاء کی تنظیم نو

مقدمات کی سماعت اور فیصلہ کا طریق کار

۱۹۹۱ء میں شعبہ قضاء کو جرمنی میں دوبارہ منظم کیا گیا جو اس وقت ایک قضاء بورڈ اور ۱۰ قاضیان پر مشتمل ہے۔ ہر ریجن میں ایک یا ایک سے زائد قاضی موجود ہیں قضاء بورڈ ایک صدر، نائب صدر اور تین ممبران پر مشتمل ہے۔ قضاء بورڈ کے ممبران کی دوسری حیثیت قاضی اول کی بھی ہے۔ قضاء بورڈ اور تمام قاضیان صدر قضاء بورڈ کی نگرانی میں کام کرتے ہیں۔ صدر قضاء بورڈ امیر صاحب جرمنی کے مشورہ سے قضاء بورڈ کے ممبران کے نام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خدمت میں بغرض منظوری پیش کرتے ہیں۔ یہ شعبہ مرکزی طور پر کام کر رہا ہے جس کا مرکزی دفتر فرینکفرٹ میں ہے جو ناظم قضاء بورڈ کی نگرانی میں کام کرتا ہے۔ اسی طرح ملک کے نیشنل امیر مجلس عاملہ کے مشورہ سے اور مرکز سے منظوری حاصل کر کے قاضیان اوّل کا تقرر کرتے ہیں۔

جماعت نے یہ سہولت بہم پہنچائی ہے کہ احباب جماعت اپنے تنازعات کا فیصلہ قضاء سے کروائیں اور پھر ان فیصلہ جات کی شرح صدر سے پابندی کریں۔ کسی تنازعہ کی صورت میں درخواست مقدمہ صدر قضاء کے نام آنی چاہیئے۔ درخواست لکھتے وقت مندرجہ ذیل امور کا ضرور خیال رکھا جائے۔

۱۔ درخواست صاف، مختصر اور سادہ الفاظ میں لکھی جائے۔

۲۔ درخواست پر فریقین کا مکمل پتہ بمعہ ٹیلی فون نمبر ضرور لکھا جائے تاکہ رابطہ کرنے میں آسانی رہے۔ نیز درخواست دہندہ اپنے دستخطوں سے درخواست براہ راست صدر قضاء بورڈ جرمنی کو ارسال کرے۔

۳۔ درخواست میں لمبی چوڑی کہانیاں نہ لکھی جائیں صرف ضروری واقعات متعلقہ مقدمہ اور وجوہ مقدمہ صاف طور پر درج ہوں۔

۴۔ مقدمہ دائر کرتے وقت سچائی سے کام لیا جائے اور قضاء کو صحیح معلومات مہیا کی جانی چاہیئں جو قاضی کو صحیح فیصلہ پر پہنچنے میں مددگار ثابت ہوں۔

۵۔ مقدمہ سے متعلق جملہ خط و کتابت ناظم قضاء بورڈ کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ نیز چٹھی کا حوالہ ضرور دیا جائے۔

مقدمہ کی کارروائی سے پہلے فریقین کو دو قسم کی تحریرات پر دستخط کرنے ہوں گے

- ایسی تحریر جس میں قضاء پر مکمل اعتماد کا اظہار ہو اور مقدمہ کی سماعت اور فیصلہ کا اختیار دیا گیا ہو۔
- ایسی تحریر جس میں یہ امر واضح کیا گیا ہو کہ یہ مقدمہ کسی ملکی عدالت یا قضاء میں نہ ہی زیر سماعت ہے اور نہ ہی فیصلہ شدہ ہے۔

فریقین کو چاہیئے کہ قاضی اول کے روبرو سماعت کے دوران ہی ہر طرح کی زبانی اور تحریری شہادت پیش کر دی جائے کیونکہ اپیل کی صورت میں سوائے مخصوص حالات کے کوئی نئی شہادت یا نیا مواد پیش نہیں کیا جا سکے گا۔ درخواست مقدمہ کی وصولی کے بعد صدر قضاء بورڈ حسب قوائد مناسب ابتدائی کارروائی کے بعد مقدمہ کو سماعت اور فیصلہ کے لئے کسی قاضی اول کے سپرد کریں گے۔ قاضی اوّل تمام کارروائی بمعہ فیصلہ واپس ناظم قضاء بورڈ کو ارسال کریں گے۔ اس کے بعد ناظم قضاء حسب قوائد فیصلہ کا جائزہ لے کر درج شدہ اپیل کی مدت گزر جانے پر تنفیذ کا کام مکمل کرنے کے لئے سیکرٹری امور عامہ کو بھیج دیں گے۔

اگر ایک فریق یا فریقین قاضی اوّل کے فیصلہ سے اتفاق نہ کریں تو ان کو حق ہو گا کہ وہ اس فیصلہ کے خلاف مقرر کردہ مدّت کے اندر قضاء بورڈ میں اپیل کریں۔ جس کا طریقِ کار بھی وہی ہو گا جو ابتدائی مقدمہ دائر کرتے وقت اختیار کیا جاتا ہے۔ اپیل کی سماعت کے لئے صدر قضاء بورڈ، بورڈ کے دو یا اس سے زائد ممبران کا تقرر کریں گے۔ ممبران اپیل بورڈ کی تعداد اور تقرر کا تعین مقدمہ کی نوعیت پر صدر قضاء بورڈ کریں گے لیکن اس میں وہ قاضی شامل نہیں ہوں گے جنہوں نے ابتدائی فیصلہ کیا ہو گا۔ شعبہ قضاء ان مقدمات پر کوئی کارروائی نہیں کرے گا جو قابلِ دست اندازی پولیس ہوں یا وہ اس نوعیت کے ہوں کہ جن کی سماعت میں ملکی قانون مانع ہو۔

ریجنل امراء، مربیان سلسلہ اور صدران حلقہ جات سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں دوستوں کو شعبہ قضاء اور اس کے طریقِ کار سے متعارف کروائیں اور خدانخواستہ کوئی تنازعہ پیدا ہونے کی صورت میں ان کی راہ نمائی کریں۔

صدر قضاء بورڈ اور قاضیان اوّل کے اسماء درج ذیل ہیں۔

قضاء بورڈ جرمنی

خاکسار مسعود احمد خاں (صدر) ڈاکٹر نعیم احمد صاحب طاہر (نائب صدر) مرزا عبدالحق صاحب (ممبر) چوہدری حفیظ الرحمٰن صاحب (ممبر) ملک بشیر الدین صاحب (ممبر)

فرینکفرٹ ریجن :۔ خاکسار مسعود احمد خاں، چوہدری حفیظ الرحمٰن صاحب حاجی محمد شریف صاحب، ملک بشیر الدین صاحب

ہمبرگ ریجن :۔
چوہدری عبداللطیف صاحب، مختار احمد صاحب، چوہدری عبدالحکیم صاحب

کولون ریجن :۔
عبدالمالک صاحب، مرزا عبدالحق صاحب، الطاف احمد صاحب

میونخ ریجن :۔ عزیز احمد طاہر صاحب، نجاح الدین صاحب راشدی

سٹٹگارٹ ریجن :۔
صلاح الدین صاحب قمر، نعیم احمد صاحب۔

صدر قضاء بورڈ جرمنی

MITTLEWEG 43 6000 FRANKFURT/MAIN-1

اسیروں کا قافلہ ــــ ایک مختصر تعارف

مکرم محمد الیاس منیر، فیصل آباد سنٹرل جیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سنٹرل جیل فیصل آباد

۱۶/۱۰۰۱۰۱۳/۷۱/۱۹۹۲ء

برادرم محترم عرفان احمد !

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ،

آپ کا گرامی نامہ مجھے بہت پہلے ملا تھا۔ جس میں اخبار احمدیہ جرمنی کے لئے کسی مضمون کے لئے ارشاد تھا۔ اس کے لئے خاکسار نے آپ کا خط ہمیشہ سرِفہرست رکھا مگر ہر دفعہ خطوط لکھتے وقت کام کی زیادتی اور دیگر مصروفیات کے باعث اسے تسلّی کے ساتھ لکھ سکنے تک مؤخر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ چند روز پہلے اخبار احمدیہ کا وہ شمارہ مجھے پہنچ گیا جس کے لئے آپ نے مجھ سے کچھ لکھنے کی خواہش فرمائی تھی۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اس کے لئے کچھ بھی نہ لکھ پایا۔ اب جبکہ میں فاضل عربی کے امتحان سے بھی فارغ ہو چکا ہوں، لکھنے کے لئے خاکہ بنا رہا تھا۔

بہرحال اب جبکہ شمارہ آچکا ہے، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہم اسیران کے لئے اپنے جذبات کا اظہار فرمایا ہے اور احباب جماعت کے لئے دعاؤں کی تحریک کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دعاؤں اور مخلصانہ جذبات کو قبول فرمالے اور اپنے فضل سے آپ کو اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین

اس موقعہ پر آپ کو اور آپ کے سارے رفقاءِ کار اور احبابِ جماعت جرمنی کو ہدیہ تبریک پیش ہے۔

پابہ جولاں اسیروں کا ایک قافلہ ۲۶ ر اکتوبر ۱۹۸۴ء کی صبح مسجد احمدیہ ساہیوال (پاکستان) میں ہونے والے حادثہ سے منسوب ہے۔ آغازِ سفر پر کسی کو بھی بظاہر اپنے سفر سے متعلق مطلقاً علم نہ تھا کہ کس طرف ہے، کس وجہ سے ہے تاہم یہ شعور سبھی کو تھا کہ یہ شاہراہ مولیٰ کا سفر ہے اور درحقیقت ان کا قصور اور جرم ایک منادی کی آواز پر لبیک کہنا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ سبھی مسافر سفر کے صدموں اور ہچکولوں سے بے نیاز ہو کر بڑے اطمینان کے ساتھ محوِ سفر ہو گئے تھے۔ حتّٰی کہ اب ساتویں سال کی تکمیل پر بھی اُسی کیفیت، اُسی جوش و جذبہ اور استقامت کے ساتھ سفر کئے جا رہے ہیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

اس پرسکون کیفیت کا سارا سہرا دراصل اُن دو کروڑ آنکھوں اور ایک کروڑ دلوں کے سر ہے، جو ہمارے اس کرّہ ارض کے گرداگرد ہر لمحہ اپنے قادر اور قدیر اور مقتدر مولیٰ کے حضور اِن مسافروں کے لئے گریہ کناں اور سیماب ہیں اور اُس برسات کی بدولت ہے جو اِن آنکھوں اور دلوں سے برس رہی ہے اور ہر دم پیار، محبت اور خلوص کے موتی نچھاور کر رہی ہیں ــــ اور اِن آنکھوں اور اِن دلوں میں گھُل مل جانے والا ایک دل ایسا بھی ہے جو سب دلوں کا سرتاج ہے اور دو آنکھیں ایسی بھی ہیں، جو سب سے زیادہ بے قرار ہیں اور اس کا شاہد ہر کوئی ہے ؎

کیا، تم کو خبر ہے رہِ مولیٰ کے اسیرو !
تم سے مجھے اک رشتۂ جاں سب سے سوا ہے

اس آہ و بکا، چیخ و پکار اور خوں بار شور نے عرشِ الٰہی کو کچھ اس طرح ہلایا ہے کہ اُس عرش سے ہر لمحہ بے پایاں افضال و برکات کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے، چلچلاتی دھوپ کے اس سفر میں ایک بدلی مسلسل ہم پر سایہ فگن ہے اور صحراء و بیابان کے اس سارے رستہ کو اس کی رحمتوں نے نخلستان اور مرغزاروں میں بدل کر رکھ دیا ہے ؎

تیرے خیال کی خوشبو کچھ اس طرح پھیلے
یہ خار خار قفس پھول پھول ہو جائے

رات کی تاریکی میں سات کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے مسجد احمدیہ ساہیوال کی پیشانی سے کلمہ طیبہ مٹانے کی جسارت کرنے والے دو بدقسمت "مجاہدین ختم نبوت"، حفاظت خود اختیاری کا نشانہ بن چکے تو کل گیارہ افراد جماعت احمدیہ پر قتل اور مجمع خلاف قانون کا مقدمہ بنا دیا گیا۔ جن میں سے سات افراد جماعت پہلی شب تک بغیر بتلائے گرفتار کرا ئے گئے۔ دو دوست بعد میں پیش ہوئے اور دو ابھی تک پیش ہی نہیں ہوئے۔

پہلے مرحلہ پر گرفتار شدگان میں سے سب سے عمر رسیدہ مسافر حضرت ملک محمد دین صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس تھے۔ نہایت درد اور افسوس کے ساتھ یہ خبر سنی جا چکی ہے کہ موصوف ۲۴ ر نومبر ۱۹۹۱ء کو اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون۔ حالتِ اسیری میں ملک صاحب کی وفات ایک قابلِ رشک شہادت ہے۔ اور اس حوالہ سے ایک مستقل مضمون کی ضرورت ہے۔ یہاں تو صرف اپنے ساتھیوں کا تعارف کرانا مقصود ہے۔

ملک صاحب مرحوم بوقت وفات اسّی سے اوپر تھے۔ آپ نے یہ دورِ اسیری نہایت درجہ استقامت اور بشاشت سے گزارا۔ آپ کو عمر کے آخری حصّہ میں ہونے کے باعث اپنے سارے ساتھیوں سے کہیں زیادہ صعوبت اور مشقت اٹھانا پڑی۔ آپ کو دیکھ کر بہت تکلیف ہوتی مگر جب بھی ہمدردی کا اظہار کیا، ایک مسکراہٹ کے ساتھ یہی جواب ملا۔ "نہیں، کوئی بات نہیں !"

آپ نے ضعیف العمری کے اس دور میں پیروں میں بیڑیاں اور ہاتھوں

میں ہتھکڑیوں کو اٹھایا، چوما اور برداشت کیا۔ ملک صاحب کا دورِ اسیری میں اس سے پہلے بھی دو مرتبہ ہرنیا کا آپریشن ہوا۔ شدید علالت کے باعث آپ کو متعدد مرتبہ سول ہسپتال میں بھی داخل رہنا پڑا۔ اور سب سے بڑھ کر اپنی اہلیہ محترمہ کی وفات کا صدمہ بھی برداشت کیا اور بڑے صبر سے برداشت کیا۔ اللہ آپ کو کروٹ کروٹ سکون و قرار اور راحت و آرام اور اپنی رضا کی جنّت نصیب فرمائے اور آپ کے درجات بلند کرتا رہے اور آپ کی عظیم قربانی کو آپ کی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ اور نشانِ منزل بنائے۔ آمین۔

ہمارے دوسرے ساتھی مکرم رانا نعیم الدین صاحب ہیں۔ موصوف بوقت گرفتاری ساٹھ کے پیٹے میں تھے اور اب ستّر کی دہائی میں جانے والے ہیں۔ نہایت دلیر، باہمت جوانوں کے جوان، قربانی کا بے پناہ جذبہ رکھنے والے ہمارے اس بزرگ ساتھی نے واقعات کے عین مطابق واقعہ کی ساری ذمّہ داری اپنے سر لی اور جرأت کے ساتھ پہلے لمحہ سے آخری لمحہ تک ـــ تھانہ سے فوجی عدالت کے کٹہرے تک ـــ اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ پولیس مختلف ہتھکنڈوں سے اپنی مرضی کی باتیں اُگلوانے کی کوشش کرتی رہی۔ سزائے موت کی کوٹھڑی کا تین سالہ عرصہ بڑی دلیری اور حوصلہ مندی کے ساتھ گزارا۔ اس دوران ایک موقعہ ایسا بھی آیا جب ظاہری لحاظ سے ہمیں موت کی کوٹھڑیوں سے صرف سات دن کے فاصلہ پر لے جاکر بند کر دیا گیا تھا۔

اس قافلہ اسیران کے ایک رکن چوہدری محمد اسحاق صاحب بھی تھے۔ یہ بھی اپنے کئی ساتھیوں کی طرح واقعہ سے بے خبر مسجد احمدیہ سے میلوں دور اپنے گھر پر تھے۔ انہیں عدالت نے بری کر دیا تھا۔ موصوف اپنے گاؤں کے نمبردار ہیں اور اس وقت اپنے بچّوں کے پاس کینیڈا میں مقیم ہیں۔

عمر کے اعتبار سے ہمارے چوتھے نوجوان ساتھی محمد حاذق رفیق صاحب ہیں۔ تیس سے کچھ اوپر ان کا سِن تھا۔ جب انہیں اپنی ہی مسجد میں ہونے کے باعث مجمع خلافِ قانون اور قتل کے الزامات میں گرفتار کیا گیا۔ اب انصار اللہ میں جانے والے ہیں۔ حاذق صاحب اپنے دو بھائیوں کے ساتھ صرّافی کا کاروبار کرتے تھے اُن کی قربانی کا غیر معمولی پہلو یہ ہے کہ اپنے ہنر میں خاص مہارت رکھتے ہیں اور اپنی دکان اور کاروبار کے لئے سب سے زیادہ اہم تھے۔ اس طرح سے جیل میں آجانے کے باعث ان کے گھرانے نے غیر معمولی مالی قربانی بھی دی ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

برادرم عبدالقدیر صاحب ساہیوال کے ایک قدیمی مخلص دوست عبدالرحیم مجاہد صاحب کے اکلوتے بیٹے ہیں۔ والدین کے لاڈلے ہونے کے باوجود جیل میں ہر قسم کی صعوبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے چلے آرہے ہیں۔ میٹرک کے بعد کسی کاروبار کے خیال میں تھے کہ تقدیر انہیں جیل لے آئی۔ ان کی عمر اب تیس سے اوپر ہے۔ ان کے والد صاحب محکمہ صحت میں ڈسپنسر تھے اور اب ریٹائر ہو چکے ہیں۔ ان کی دو ہمشیرگان اپنے ویر کے دولہا بننے کا انتظار کر رہی ہیں۔ اللہ انہیں صبر و حوصلہ دے اور دین کے لئے جو قربانی پیش کر رہے ہیں اسے قبول فرمائے آمین۔

ہمارا سب سے کم عمر ساتھی عزیزم محمد نثار شاہد ہے۔ بائیس سال کا تھا جب وہ اس ظلم کا نشانہ بنا۔ میٹرک کے بعد زندگی کی مختلف گزرگاہوں سے ہوتا ہوا ڈی سی کا کورس مکمل کئے بیٹھا تھا اور اس کے امتحان کا آخری پرچہ اگلی صبح ہونے والا تھا مگر اس سے پہلے ہی اس کی آزادی کی شام ہو گئی۔ مجھے یاد ہے کہ ۲۶ ر اکتوبر کو سارا دن تھانہ میں بیٹھے رہنے کے بعد ۱۰ بجے شب تھانہ کے ایک اہلکار سے کہا کہ اسے تو جانے دو اس کا صبح آخری پرچہ ہے تو وہ ہلکی سی مسکراہٹ سے کہنے لگا کہ اب تو یہیں پرچے ہوں گے۔ اور یہی وہ وقت تھا جب ملّاں لوگ سارے دن کی کاوشوں کا نچوڑ ہمارے خلاف FIR درج کرانے آئے ہوئے تھے۔ (یاد رہے کہ رات دس گیارہ بجے درج کرائی جانے والی FIR کو علی الصبح ۶ بجے کے وقت میں درج کیا گیا تھا) خاکسار کا تعارف تو پہلے بھی شائع ہو چکا ہے۔ یہاں یہ اضافہ کرتا چلوں کہ خاکسار باہر بھی مربی سلسلہ تھا اور یہاں جیل میں بھی۔ الحمدللہ۔

ہمارے علاوہ چار دوسرے احمدی افراد بھی اس واقعہ میں ملوث کئے گئے تھے، مگر وہ گرفتار نہ کئے جا سکے تھے۔ تاہم ان میں سے دو محترم چوہدری حفیظ الدین صاحب اور چوہدری شاہد نصیر باجوہ صاحب کچھ عرصہ بعد خود ہی عدالت میں پیش ہو گئے اور دو دوست محترم پروفیسر محمد طفیل صاحب اور لطف الرحمٰن صاحب بینک مینیجر ابھی تک پیش نہیں ہوئے۔ اوّل الذکر دونوں دوست دسمبر ۱۹۸۵ء کو فوجی عدالت نمبر ۶۲ کی طرف سے بری کر دیئے گئے تھے۔ دونوں مذکورہ دوست وکیل ہیں اور بار ایسوسی ایشن ساہیوال کے ممتاز اور باوقار ارکان ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی گرفتاری اور اس مقدمہ میں جھوٹے طور پر ملوّث کئے جانے کے خلاف وکلاء برادری نے بڑی تیز و تند قراردیں پاس کیں اور حکومت پر دباؤ ڈالا۔ چنانچہ قریباً چھ ماہ پسِ دیوارِ زنداں رہنے کے بعد رہا کر دیئے گئے۔ الحمدللہ۔

آخر پر اپنے مقدمہ سے متعلق دو دلچسپ امور بیان کرتا چلوں۔ ایک تو یہ کہ ہم پر مارشل لا کے تحت فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا۔ مگر مارشل لا کے دوران ہمارا فیصلہ نہ سنایا گیا ـــ اور مارشل لا اٹھائے جانے کے چھ ہفتے بعد ۱۵ ر فروری ۱۹۸۶ء کو ہمیں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل ساہیوال کے دفتر میں باری باری بلا کر اپنی اپنی سزا سنائی گئی۔ اور سزا سنانے والے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ تھے اس پر پشاور کے ایک انگریزی روزنامہ فرنٹیئر پوسٹ نے یہ دلچسپ بات شائع کی کہ ایک ایسی عدالت کا فیصلہ نافذ کیا گیا ہے جس کا اپنا کوئی وجود ہی نہیں!! اور ایسا ملک بھر میں دو جگہوں پر ہوا ـــ اور دونوں جگہ احمدیوں کے ساتھ ہوا ـــ یعنی ساہیوال اور سکھر۔ دوسرے یہ کہ ابتدائی طور پر فوجی عدالت نے ۱۶ ر جون ۱۹۸۵ء کو ہمارے مقدمہ کا فیصلہ کیا کہ دو افراد کو سزائے موت اور چار کو سات سات سال قید بامشقت کی سزا دی جاتی ہے۔ یہ فیصلہ جب MLA زون 'A' کے پاس توثیق کے لئے گیا تو انہوں نے اس فیصلہ کو بڑے زوردار طور پر رد کر دیا اور مقدمہ پر از سرِ نو غور کرنے کو کہا اور ہدایت کی کہ صرف ایک ملزم کے خلاف صرف ۳۰۴ ت پ کے تحت غور کیا جائے۔ مگر عدالت کا جواب قابلِ ملاحظہ ہے۔ اس نے دونوں سزائے موت یافتہ ملزموں کی سزا میں ۱۰، ۱۰ ہزار روپیہ جرمانہ کا اضافہ کر دیا اور دیگر چاروں کی سزا سات سال سے بڑھا کر ۲۵، ۲۵ سال کر ڈالی۔ فیصلہ پر ہدایات بالا کے تحت نظرِ ثانی کرنے کا مزہ تو آیا!!

اور آخر میں سب قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں اور گناہوں سے صرفِ نظر فرمائے اور محض اپنے فضل سے اس ابتلاء سے سرخرو کرے اور آخری لمحہ تک کامل وفا اور صدق و صفا کے ساتھ دینِ اسلام کی خدمت کی توفیق ملتی رہے۔ آمین۔

خیرات کر اب ان کی رہائی میرے آقا
کشکول میں بھر دے جو مرے دل میں بھرا ہے

جھوٹے معبود

مسز امتہ الرفیق لبنیٰ

خدا تعالیٰ نے جب آدم کو پیدا کیا اور ابلیس کو اس کی پیدائش کے بارے میں بتایا اور سجدے کا حکم دیا تو ابلیس نے نافرمانی کی اور کہا کہ کیا میں اسے سجدہ کروں جو خون بہانے والا اور زمین میں فساد پیدا کرنے والا ہے۔ مزید برآں وہ آدم کو اپنے سے کم تر سمجھتا تھا۔ اس کی نافرمانی کی وجہ تکبر تھی اس لئے اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے باوجود آدم کی بڑائی کو تسلیم کرنے اور اُسے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور اُن راہوں کو اختیار کیا جو ذلت اور رسوائی کی اتھاہ گہرائیوں میں لے جانے والی تھیں۔ اس کے برعکس ملائکہ نے اطاعت کی اور کہا تو جانتا ہے ہم نہیں جانتے ان کی اطاعت خدا تعالیٰ کی بڑائی کے اقرار کی وجہ سے تھی۔ انہوں نے خدا کی ہستی کے سامنے اپنے تئیں کچھ نہ سمجھا اور خدا کی رضا حاصل کی۔

انسان، جس کی پیدائش کی غرض خدا تعالیٰ نے یہ بتائی کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے اور توحید خالص کو قائم کیا جائے، اس کے سامنے دونوں راستے موجود ہیں۔ ملائکہ کا راستہ اور ابلیس کا راستہ۔ وہ جس پر چاہے چل سکتا ہے۔ اکثر لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ وہ توحیدِ خالص کو قائم کرتے ہوئے اپنی زندگیاں بسر کر رہے ہیں اور وہ اسی خدا کی عبادت کرتے ہیں جن کی اطاعت ملائکہ نے کی اور جو انبیاء علیہم السلام پر ظاہر ہوا لیکن ہمیں بار بار اپنا تجزیہ کرتے رہنا چاہیئے کہ آخر ہم کس خدا کی پرستش کر رہے ہیں! کہیں ایسا تو نہیں کہ عملاً تو ہم بہت سے خداؤں کی پرستش کر رہے ہوں اور سمجھ یہ رہے ہوں کہ ہم خدائے واحد کی پرستش کر رہے ہیں؟ خدائے واحد کی پرستش کے وقت انسان کو اپنے نفس پر ایک موت وارد کرنی پڑتی ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ احسان کرتے ہوئے اُسے ایک نئی زندگی عطا کرتا ہے۔ اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں شرک کی باریک در باریک راہوں سے بھی اجتناب کی کوشش کرنی چاہیئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"یاد رکھو شرک یہی نہیں کہ بتوں اور پتھروں کی تراشی ہوئی مورتیوں کو پوجا جاوے۔ یہ تو ایک موٹی بات ہے۔ یہ بڑے بے وقوفوں کا کام ہے۔ دانا آدمی کو تو اس سے شرم آتی ہے۔ شرک بڑا باریک ہے۔ وہ شرک جو اکثر ہلاک کرتا ہے وہ شرک فی الاسباب ہے یعنی اسباب پر اتنا بھروسہ کرنا کہ گویا وہی اس کے مطلوب و مقصود ہیں۔ جو شخص دنیا کو دین پر مقدم رکھتا ہے اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ اس کو دنیا کی چیزوں پر بھروسہ ہوتا ہے اور وہ امید ہوتی ہے جو دین و ایمان سے نہیں۔ نقد فائدہ کو پسند کرتے ہیں اور آخرت سے محروم۔ جب وہ اسباب پر ہی اپنی ساری کامیابیوں کا مدار خیال کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کے وجود کو تو اس وقت وہ لغو محض اور بے فائدہ جانتا ہے۔ اور تم ایسا نہ کرو۔ تم توکل اختیار کرو۔"

پھر فرماتے ہیں:-

"توکل یہی ہے کہ اسباب جو اللہ تعالیٰ نے کسی امر کے حاصل کرنے کے واسطے مقرر کئے ہیں ان کو حتی المقدور جمع کرو اور پھر خود دعاؤں میں لگ جاؤ کہ اے خدا تو ہی اس کا انجام بخیر کر۔ صدہا آفات ہیں اور ہزاروں مصائب ہیں جو اسباب کو بھی برباد اور تہہ و بالا کر سکتے ہیں۔ ان کی دست برد سے بچا کر ہمیں سچی کامیابی اور منزل مقصود پر پہنچا۔"

اگر حقیقت پسندی کی نظر سے دیکھا جائے تو ہم میں سے بہت سے اپنے اپنے بت خانوں میں صبح سے شام تک اپنے تراشیدہ، خود ساختہ بے شمار خداؤں کی پرستش کرتے ہیں اور یہ پرستش معبودِ حقیقی سے ہمیں ہر لمحہ دور لے جا رہی ہے کبھی ہم اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتے ہیں کہ ہم اس سے زیادہ عالم، زیادہ عقلمند، زیادہ فہم و فراست رکھنے والے، زیادہ ہنرمند، زیادہ عبادت گذار ہیں۔ اس جگہ ہم نے اپنے آپ کو خدا کا شریک بنایا اور یہ نہ سمجھا کہ اصل سرچشمہ علم و معرفت اور فہم و فراست کا تو خدا تعالیٰ کی ذات ہے اور اس زعم میں اتنا آگے بڑھ گئے کہ خدا کی قدرت سے بھی انکار کر دیا اور اس چیز کو نہ سمجھا کہ عین ممکن ہے اللہ تعالیٰ ہمیں پاگل اور دیوانہ کر دے اور ہم سے بہتر عقل ہمارے بھائی کو دیدے۔

اس ضمن میں ایک واقعہ (جو غالباً حضرت موسیٰؑ کا واقعہ ہے) بڑا مشہور ہے۔ ایک دفعہ آپ عبادت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں آپ کو دو شخص ملے۔ ایک بزرگ تھے جنہوں نے پوری عمر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزاری اور دوسرا شخص بڑا غریب، پراگندہ اور عبادت میں کمزور تھا۔ دونوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر بتائیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا کیا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر انہوں نے بتایا کہ ان بزرگ کا مقام جنت میں اعلیٰ درجہ پر ہے جبکہ دوسرا شخص جہنم کے نچلے درجہ میں ہے۔ اس پر اس بزرگ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بجائے کچھ ایسا جواب دیا جیسے اس کو یہ مقام اس کی عبادتوں کے صلہ میں ملا ہے جبکہ غریب شخص نے انتہائی عاجزی سے کہا چلو خدا نے ہمیں یاد تو رکھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اطلاع دی کہ تم دونوں کو خبر دو کہ میں نے ان کے مقام آپس میں بدل دیئے ہیں۔

اسی طرح جس کے پاس مال و دولت آ جائے یا وہ دنیاوی ترقیاں حاصل کر لے تو وہ دوسروں کو حقیر جانتا ہے اور اسے خدا تعالیٰ کا فضل و احسان نہیں سمجھتا۔ حالانکہ عین ممکن ہے کہ خدا کی قدرت ایسا رنگ دکھائے کہ وہ جسے حقیر سمجھتا ہے جاہ و حشمت سے نوازے اور اسے ذلیل و خوار کر دے۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

جو شخص اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن و جمال اور

قوت اور طاقت پہ ناز کرتا ہے اور تمسخر اور نفرت سے اپنے بھائی کا نام رکھتا ہے اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کردیوے کہ وہ جس کی حقارت کی گئی ہے اس کے قویٰ میں برکت دے دے۔ پھر جو شخص اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی اپنے آپ کو خدا کا شریک بنایا۔ اسی طرح جو شخص کسی کی بات کو تواضع سے نہیں سننا چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اور اپنے بھائی کو حقیر خیال کرتا ہے اس نے بھی اپنے آپ کو خدا کا شریک بنایا۔ یہ سب ابلیس کی صفات ہیں اور جس میں یہ سب صفات پائی جاتی ہیں وہ یہ سمجھ لے کہ وہ خدائے واحد کی نہیں بلکہ کئی خداؤں کی عبادت کر رہا ہے۔

توحید کے قیام میں ایک بڑی روک بدعات اور رسوم ہیں۔ ہر بدعت اور ہر رسم شرک کی ایک راہ ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ میں یہ رسوم بہت کم ہیں۔ لیکن ہمارے معاشرے میں چونکہ یہ بہت زیادہ ہیں اس لئے یہ جماعت میں بھی بہرحال موجود ہیں۔ یہ رسوم دراصل ہندوؤں سے ہمارے معاشرے میں آئی ہیں اور گو ہمارا پاکستانی معاشرہ اپنے آپ کو جتنا بھی اسلامی معاشرے کا علمبردار کہے اس پر ہندو معاشرے کی گہری چھاپ ہے۔ بعض اوقات ہم جانتے ہوئے بھی ان رسومات کے آگے اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں۔ نظام جماعت کی بار بار یاددہانیوں کے باوجود بہت سے چور راستے نکال لیتے ہیں اور اپنے آپ کو مطمئن کرنے کے لئے بہت سے جواز نکال لیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے تو ہمیں آزاد پیدا کیا اور اس نعمت کی وسعت کمال تک پہنچا دی کہ نہ تو ہمیں ملائکہ کی طرح بنایا اور نہ شیطان کی طرح بلکہ فطرت صحیحہ پر پیدا کر کے انسان بنایا جو اپنی آزادی سے اپنے لئے جو راہ چاہے منتخب کرے۔ لیکن ہم نے خود اپنے آپ کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ باوجود آزاد ہونے کے ان رسومات کے غلام ہیں اور یہ رسومات ہماری گردنوں میں طوق کی طرح ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ان رسومات کے خلاف جہاد کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

"میں ہر گھرانے کو مخاطب کر کے بد رسوم کے خلاف جہاد کا اعلان کرتا ہوں ۔۔۔۔ اور امید کرتا ہوں کہ آپ سب میرے ساتھ اس جہاد میں شریک ہوں گے اور اپنے گھروں کو پاک کرنے کے لئے شیطانی وسوسوں کی سب راہوں کو اپنے گھروں پہ بند کر دیں گے، دعاؤں کے ذریعہ اور کوشش کے ذریعہ اور جدوجہد کے ذریعہ اور صرف اس غرض سے کہ خدا تعالیٰ کی توحید دنیا میں قائم ہو، ہمارے دلوں میں قائم ہو، ہماری عورتوں اور بچوں کے دلوں میں قائم ہو۔ اور اس غرض سے کہ شیطان کے لئے ہمارے دروازے ہمیشہ کے لئے بند کر دیئے جائیں"

ایک اور بُت جس کی کثرت سے پوجا کی جاتی ہے وہ معاشرے کے خوف کا بت ہے۔ ہم جتنا معاشرے سے ڈرتے ہیں اتنا خدا سے نہیں ڈرتے، خدا کے واضح احکامات کے باوجود بعض جائز کاموں کو ناجائز سمجھ کر نہیں کرتے اور بعض ناجائز کاموں کو جائز بنا کر کرتے ہیں اور پھر اپنے ہی تراشیدہ مذہب میں سے اس کے لئے جواز بھی نکال لیتے ہیں۔ ایک دن میں "لوگ کیا کہیں گے"، "دنیا کیا کہے گی" کا جملہ بے شمار دفعہ بولتے اور سنتے ہیں۔ اگر اس کا تجزیہ کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ یہ جملہ عموماً ایسی جگہوں پہ بولا جاتا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہو لیکن معاشرہ ہمیں اس کی اجازت نہ دیتا ہو۔ ایسے میں بسا اوقات معاشرے کے خوف کی وجہ سے ہم دین اسلام کی تعلیم بھول جاتے ہیں جس کی وجہ سے اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی مشکلات پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ اور اس تناؤ میں اپنے مقصد، اپنے محبوب، اپنے مطلوب، اپنی جنت اور اپنے رب کی رضا سے دور ہٹتے چلے جاتے ہیں۔

بسا اوقات ہم جھوٹ کو اپنا رب مانتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہوئے خدا تعالیٰ کی ذات کو نہیں بلکہ جھوٹ کو ہی اپنا رازق، ولی اور محافظ سمجھتے ہیں، کبھی چوری، فریب دہی، الزام تراشی، غیبت جیسے گناہوں کو ہی اپنے ارباب مانتے ہیں۔ اور ان جھوٹے سہاروں پہ اس قدر اعتماد کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے دعا کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے اور گو زبان سے خدائے واحد کا اقرار کر رہے ہوں لیکن ہمارا عمل اس کے مخالف گواہی دے رہا ہوتا ہے۔

توحید کی راہ بہت کٹھن اور پھونک پھونک کر قدم رکھنے والی ہے اور حقیقی ایمان حاصل نہیں ہوسکتا جب تک توحید کامل نہ ہو۔ اور حقیقی ایمان خدا کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جب تک ان سب (باطل ارباب) کو ترک کر کے، ان سے بیزار ہو کر اس واحد لاشریک، سچے اور حقیقی رب کے آگے سر نیاز نہ جھکائے اور ربنا کی پُردرد اور بلانے والی آوازوں سے اس کے آستانہ پر نہ گرے تب تک وہ حقیقی رب کو نہیں سمجھا۔ پس جب ایسی دلسوزی اور جاں گدازی سے اس کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے توبہ کرتا اور اسے مخاطب کرتا ہے کہ ربّنا کہ اصل اور حقیقی رب تو تو ہی تھا مگر ہم اپنی غلطی سے دوسری جگہ بھٹکتے پھرتے رہے۔ اب میں نے ان جھوٹے بتوں اور باطل معبودوں کو ترک کر دیا ہے اور صدق دل سے تیری ربوبیت کا اقرار کرتا ہوں تیرے آستانہ پر آتا ہوں"

اسی ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"جس قدر بلندی اور رفعت تک پہنچنا کسی انسان کے لئے مقدر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اتنی ہی روحانی نعمتیں، تواضع اور فروتنی کے طفیل اسے عطا کر دیتا ہے۔ پس جو شخص تواضع سے کام لیتے ہوئے اپنے آپ کو نہایت ہی حقیر اور عاجز سمجھے گا اور سب قدرتوں اور سب فیوض کا سرچشمہ اور منبع صرف اپنے خدا کو یقین کرے گا اور ایمان رکھے گا کہ اگر خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد اس کو سہارا نہ دے تو وہ خاکِ پا کیا اس سے بھی کمتر ہے تو یقیناً وہ خدا کے فضلوں کا وارث ہوگا۔ اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں کا وارث بننا ہے جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے ذریعہ ہمیں دیئے گئے ہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے مقام عبودیت کو ہمیشہ پہچانتے رہیں اور عجز و فروتنی کے ساتھ اپنے کو لاشئے محض جانتے ہوئے اپنے خیالات اور خواہشات کو مٹا کر محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خدمت کرتے چلے جائیں اور اپنے کو اتنا حقیر جانیں کہ کسی اور چیز کو نہ سمجھتے ہوں"

مقالہ خصوصی
م-ا-د

نئی عالمی صورتحال اور عالم اسلام کا مستقبل

حال ہی میں سوویت یونین کے منتشر ہونے کے بعد سے دنیا بھر میں اُس ”نیو ورلڈ آرڈر“ (نئے عالمی نظام) کا بہت چرچا ہے جسے امریکہ دنیا کی واحد سپر پاور کی حیثیت سے پورے کرۂ ارض پر مسلط کرنا چاہتا ہے۔ قرائن و آثار سے جو بات دن بدن واضح ہوتی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ اس نئے عالمی نظام کا اصل ہدف اسلامی ممالک ہیں۔ امریکہ اس نئے عالمی نظام کے ذریعہ ایسے حالات پیدا کرنے پر تُلا ہوا ہے جن کے نتیجہ میں دنیا کے اسلامی ممالک (جو مراکش سے شروع کر کے وسط ایشیا کی آخری حدوں تک مسلسل پھیلے ہوئے ہیں) باہم متحد ہو کر طاقت نہ پکڑ سکیں۔ وہ انہیں انتشار میں مبتلا رکھ کر کمزور سے کمزور تر کرنا چاہتا ہے تاکہ انہیں اپنا دست نگر بنا کر اپنے اشاروں پر چلا سکے۔ اسی لئے اسلامی دنیا کے ذی شعور طبقوں کی طرف سے اس نئے عالمی نظام اور اس کے مقاصد کے بارہ میں بہت تشویش کا اظہار کیا جارہا ہے۔ آئے دن اسلامی ملکوں میں اس موضوع پر سیمینار اور مذاکرے منعقد ہو رہے ہیں اور اخبارات و جرائد میں مضامین شائع کئے جارہے ہیں۔

اسی سلسلہ میں پچھلے دنوں روزنامہ نوائے وقت لاہور نے ”ایوان وقت“ کی ایک خصوصی نشست کا اہتمام کیا اور اس میں متعدد اصحابِ فکر و دانش کو ”نیو ورلڈ آرڈر اور اسلامی دنیا“ کے موضوع پر اظہار خیال کی دعوت دی۔ ان اصحاب میں جسٹس (ریٹائرڈ) گل محمد خان، ڈاکٹر مسکین علی حجازی، پروفیسر نورالدین ملک، شہریار اصغر، ڈاکٹر اختر علی اور معروف قانون دان سردار محمد اقبال خاں موکل شامل تھے۔ اس موضوع پر اکثر اصحاب نے جن خیالات کا اظہار کیا ان میں کسی نہ کسی حد تک یہ بات قدر مشترک طور پر شامل تھی کہ سوویت یونین کے انتشار کے بعد امریکہ کو اسلامی ممالک کے سوا کوئی اور ایسی طاقت نظر نہیں آتی جو امریکہ کے لئے آگے چل کر خطرے کا موجب بن سکے۔ اسے نظر آرہا ہے کہ اگر شمالی افریقہ، مشرق وسطیٰ نیز ترکی، ایران، پاکستان، افغانستان اور روس کی آزاد شدہ چھ اسلامی ریاستوں کے باہم متحد ہونے سے ایک وسیع و عریض اسلامی بلاک معرضِ وجود میں آگیا تو یہ نیا بلاک دنیا کی واحد سپر طاقت امریکہ کی بالادستی کو چیلنج کر سکتا ہے۔ اسی لئے اُس کی پوری کوشش یہ ہے کہ وہ اپنا نیا عالمی نظام مسلط کر کے مسلم ممالک کو اپنا دست نگر بنا کر ایک دوسرے سے جدا رکھے اور انہیں کسی طور ایک طاقتور بلاک کی شکل میں متحد نہ ہونے دے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جان بوجھ کر ایسے حالات پیدا کرتا رہتا ہے کہ وہ اسلامی ملکوں میں اختلافات کو ہوا دے کر اُنہیں ایک دوسرے سے برسرِ پیکار رکھے اور اس طرح انہیں کمزور سے کمزور تر کر کے اپنے مفادات کو تقویت پہنچاتا رہے۔

یہ سب باتیں اپنی جگہ درست ہو سکتی ہیں اور بڑی حد تک ہیں بھی درست لیکن ان سے تصویر کے صرف ایک رخ کی نشاندہی ہوتی ہے اور وہ رخ حقیقی نہیں محض امکانی نوعیت کا حامل ہے۔ تصویر کے دوسرے رخ پر صرف سردار محمد اقبال خاں موکل نے روشنی ڈالی ہے اور اس طرح موجودہ دور کی اصل صورت حال کا احساس دلانے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے جس امر کی طرف توجہ دلائی ہے وہ یہ ہے کہ آخر مسلمان اسلام پر ایمان رکھنے کے باوجود منتشر اور مغلوب کیوں ہیں؟ انہیں تو اپنے ایمان کے بل پر غالب ہونا چاہیئے تھا نہ کہ مغلوب۔ اس حقیقت کی طرف توجہ دلانے کی غرض سے انہوں نے فرمایا:۔

”میرے نزدیک ہمیں سب سے پہلے اُن وجوہات کا جو عالم اسلام کے اتحاد میں آڑے آتی ہیں جائزہ لینا چاہیئے۔ اگر اس بات کا آغاز گھر سے کیا جائے تو میں کہوں گا آج ہم صرف نام کے مسلمان ہیں۔ ہم نے عملی زندگی میں قرآن اور سنت کو بھلا دیا ہے اور یہی ہماری بربادی کی اصل وجہ ہے۔ ہم اسلام کو اپنے مفادات کے حصول کے لئے تو استعمال کرتے ہیں مگر جہاں اسلامی احکام پر عمل کرنے سے ہمیں مالی و ذاتی نقصان ہو رہا ہوتا ہے وہاں ہم مذہب سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ کی طرح حکومت اور اس کے بعد اقتدار کی کرسی بھی اسلام کے نام پر حاصل کی جاتی ہے۔ بدقسمتی سے قیام پاکستان ہی سے ہم نے اپنا راستہ دین سے دور رکھا۔ ایسے حالات میں اسلامی اتحاد کی بات ممکن نہیں ہو سکتی تھی۔ قیام پاکستان نے ہمیں ایسا موقع ضرور فراہم کیا تھا کہ ہم ملکی اتحاد کے ذریعہ پورے عالم اسلام کے اتحاد کا خواب پورا کر سکتے تھے مگر ہم نے ایسا نہیں کیا۔ ابھی تک ہمارے حکمران مسلم اتحاد کی بجائے ذاتیات کی جنگ میں مصروف ہیں۔ جو کوئی حکومت میں ہوتا ہے وہ تمام دوسری سیاسی جماعتوں کو وطن و اسلام دشمن قرار دیتا ہے اور وہی وطن و اسلام دشمن اقتدار میں آنے کے بعد سابق حکمرانوں کو غدار کہنا شروع کر دیتا ہے۔ جس ریاست کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا وہاں ایسے حالات اور ماحول کا ہونا سوائے شرم اور افسوس کے کچھ نہیں ہے۔ دنیا کے حالات دیکھئے۔ صاف نظر آتا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف یہودی اور دوسری غیر اسلامی قوتیں اکٹھی ہیں جبکہ عالم اسلام نفاق کا شکار ہے۔ مسلمانوں کو اپنی بقا اور ترقی کے لئے سب سے پہلے سچے دل سے اسلام کے مطابق زندگی اپنانا ہوگی ہم دن رات جھوٹ فریب کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایسے میں نہ تو ہم اچھے مسلمان بن سکتے ہیں اور نہ ہی عالم اسلام کے اتحاد کا خواب پورا ہو سکتا ہے۔ جب تک ہماری زندگی

قرآن سنت کے تابع نہیں ہوگی ہم اسلام دشمن طاقتوں کے ہاتھ میں کھلونا بنے رہیں گے۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳ مارچ ۱۹۹۲ء اشاعت خاص کالم نمبر ۴)

تصویر کے جس رخ پر سردار محمد اقبال خاں موکل نے روشنی ڈالی ہے وہ اس قدر بدزیب اور افسوسناک ہے کہ اُس کے سامنے دوسرا امکانی رخ دھندلا کر رہ جاتا ہے اور اسلام کے روشن مستقبل کے مزعومہ خواب ریزہ ریزہ ہو کر بکھرنے لگتے ہیں۔ جب اس زمانہ میں مسلمان کہلانے والے خود صرف نام کے مسلمان ہیں اور ان کا عمل و کردار سراسر اسلام کے خلاف ہے ان سے کب توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ کبھی وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کے قرآنی حکم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے متحد ہو کر اسلام دشمن طاقتوں کا مقابلہ کر سکیں گے اور دنیا کی واحد سپر طاقت کے لئے خطرہ بن کر ابھر سکیں گے۔ متحد ہونا تو کجا وہ تو آپس میں ایک دوسرے کو کافر اور خارج از اسلام قرار دے کر باہمی اتحاد کے امکان کو معدوم کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ انہوں نے فرقہ وارانہ بنیاد پر سیاسی تنظیمیں بنا کر ایک دوسرے کو نیچا دکھانے اور ایک دوسرے کو غیر مسلم قرار دے کر اسلام کے واحد ٹھیکیدار کی حیثیت سے اقتدار پر قبضہ جمانے اور اکثریتی فرقہ کی فقہ کو نافذ کرانے کی روش اپنائی ہوئی ہے۔ جب تک وہ اپنی اس روش سے باز نہیں آئیں گے اور ملّی مفاد پر فرقہ وارانہ مفادات کو مقدم رکھنے کے افتراق انگیز وطیرہ سے دستکش نہیں ہوں گے وہ اسلام دشمن طاقتوں کے ہاتھ میں مسلسل کھلونا بنے رہیں گے۔ اسلام دشمن طاقتیں یہی چاہتی ہیں کہ مسلمان آپس میں دست و گریباں ہو کر ایک دوسرے سے الجھے رہیں اور اس طرح اپنے آپ کو کمزور کر کے اپنے دشمنوں کے مفادات کو تقویت پہنچانے کا موجب بنے رہیں۔ افتراق بظاہر چھوٹے پیمانے پر ظاہر ہوتا ہے لیکن جب وہ تیندوے کی تاروں کی طرح دوسروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لینا شروع کرتا ہے تو ملّت واحدہ میں اختلاف کی بڑی بڑی خلیجیں بناتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ ان خلیجوں کو پاٹنا ممکن نہیں رہتا۔ افتراق خواہ کتنے ہی چھوٹے پیمانے پر سر اٹھائے اور بظاہر خواہ کتنا ہی بے ضرر نظر آئے اسے پنپنے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے کیونکہ افتراق ایسی وبا ہے جو بہت تیزی سے پھیلتی اور دوسروں کو متاثر کرتی چلی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو زمانہ کی نئی کروٹ اور عالمی صورت حال کے نت نئے اتار چڑھاؤ کے پیش نظر دشمنوں کی چالوں سے خبردار ہونے اور ماضی کے غلط اقدامات کی تلافی کرتے ہوئے باہم متحد ہونے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ اسلام دشمن طاقتوں کے عزائم خاک میں ملیں اور مسلمان ممالک اقوام عالم میں باعزت مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہوں۔ آمین

آصفہ بیگم کی خیر ہو

ہر آنکھ اشکبار ہے، سینہ فگار ہے ۔۔۔ یا رب دھواں دھواں درِ دیوارِ یار ہے
یا رب ہر ایک دیدۂ پرنم کی خیر ہو ۔۔۔ تُو خیرِ کُل ہے آصفہ بیگم کی خیر ہو
غمخوار و دردمند ہے یا رب مرا امام ۔۔۔ اُس کی محبّتوں کی رفاقت کو دے دوام
دن رات جس نے تیرے لئے ایک کر دیا ۔۔۔ ہر لمحہ کر اُسے دل و جاں کا سکوں عطا
وہ تیز گام اور بھی کچھ تیز تر رہے ۔۔۔ ہر گام پر وہ اُس کی شریکِ سفر رہے
دونوں محبّتوں کا قدم سے قدم ملے ۔۔۔ اِک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ اس طرح رہے
دیکھ اس وفورِ غم سے ہر اک دل نڈھال ہے ۔۔۔ اس رشتۂ وفا کی بقا کا سوال ہے
یا رب! دُعائے ہر دلِ پُرغم قبول کر ۔۔۔ یا رب! ہر اشکِ دیدۂ پُرنم قبول کر
فریاد لائی ہے یہ سرِ عرش ہر فغاں ۔۔۔ یارب! بس ایک جلوۂ اعجازِ کُن فکاں

عبدالمنان ناہید

حضرت مولانا

غلام رسول راجیکی رضؓ کے تبلیغی واقعات

مکرم فضل الٰہی انوری، سابق مبلغ جرمنی

حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ر دسمبر ۱۹۹۱ء میں ارشاد فرمایا ہے کہ داعیان الی اللہ کے لئے ایسے منتخب قسم کے ایمان افروز واقعات ملکی رسائل میں شائع ہوتے رہنے چاہئیں جو انہیں روح کی تازگی اور شادابی کا سامان مہیا کرنے کے علاوہ ان کے علم میں اضافہ کا موجب بھی ہوں۔ چنانچہ اس سلسلے میں پہلی قسط کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ کی خودنوشت سوانح حیات "حیات قدسی" حصہ اوّل میں سے تین واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔

پہلے واقعہ میں آپؓ نے اپنی قبول احمدیت سے قبل کی ایک رؤیا بیان فرمائی ہے جس سے اس امر پر خوب روشنی پڑتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہندوستان میں ظہور ایک ایسی تقدیر الٰہی تھی جو پہلے سے مقدر ہو چکی تھی۔ نیز اس سے اُس حدیث کی بھی خوب تشریح ہوتی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیحؑ کے کاموں میں سے ایک کام یقتل الخنزیر (یعنی وہ خنزیروں کو قتل کرے گا) بتایا۔ فھو ھذا:

لشکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں شمولیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت راشدہ سے قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے گاؤں موضع راجیکی میں اپنے گھر سے باہر نکلا ہوں اور اس کوچہ میں جو ہمارے گھر سے مغرب کی جانب شمالاً جنوباً چلا گیا ہے کیا دیکھتا ہوں کہ مسمیان اللہ جوایا اور نظام الدین بافندوں کی کھڈیوں کے پاس لوگ بڑی کثرت سے جمع ہیں میں نے اس وقت سامنے سے آنے والے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ ہجوم کیسا ہے تو اس نے بتایا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ہے میں نے دریافت کیا کہ آنحضرت صلعم بھی اس لشکر میں موجود ہیں تو اس نے کہا کہ ہاں حضورؐ بھی موجود ہیں یہ سنتے ہی میں نے اپنی جوتیاں وہیں پھینکیں اور بھاگتے ہوئے آنحضورؐ کے لشکر میں جا ملا۔ وہاں دیکھا تو مشرقی جانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت شاہانہ ٹھاٹھ سے ایک ہاتھی کی عماری پر جلوہ فرما ہیں۔ اور اس لشکر میں جس کے متعلق یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان پر چڑھائی کرنے والا ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو بھرتی فرما رہے ہیں۔ چنانچہ اپنے گاؤں کے لوگوں میں سے اس وقت میں ہی حضور اقدسؐ کی خدمتِ عالیہ میں آگے بڑھا اور تسلیمات عرض کرنے کے بعد اس لشکر میں بھرتی ہو گیا اس کے بعد ہم تمام فوجیوں کو برچھیاں دی گئیں اور حکم ملا کہ تم نے خنزیروں کو قتل کرنا ہے ازاں بعد اچانک نظارہ بدلا اور ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ہمارے چاروں طرف بڑے بڑے فربہ خنزیر ہیں جنہیں ہم نے قتل کرنا شروع کر دیا ہے اور جو خنزیر کسی سے قتل نہیں ہوتا میں برچھی کے ایک وار سے اُسے وہیں ڈھیر کر دیتا ہوں اس رویائے صادقہ کے بعد خدا تعالیٰ نے مجھے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں تبلیغ ہدایت کا موقع عطا فرمایا اور اس مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل جس کی علامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یقتل الخنزیر ویکسر الصلیب قرار دی ہے مجھے ہزاروں مرتبہ ایسے خنزیر صفت لوگوں کے مقابلہ میں اپنے فضل سے نمایاں فتح نصیب فرمائی ہے۔ اس رویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہندوستان پر چڑھائی کرنے سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ حضورؐ کی بعثتِ ثانیہ اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ہندوستان کا ملک ہی مقدر ہے۔

اعجاز احمدیت

فیضان ایزدی تے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت راشدہ کے طفیل اور تبلیغ احمدیت کی برکت سے میرے اندر ایک ایسی روحانی کیفیت پیدا کر دی تھی کہ بعض اوقات جو کلمہ بھی میں منہ سے نکالتا تھا اور مریضوں اور حاجتمندوں کے لئے دعا کرتا تھا مولیٰ کریم اسی وقت میرے معروضات کو شرفِ قبولیت بخش کر لوگوں کی مشکل کشائی فرما دیتا تھا۔ چنانچہ ایک موقعہ پر جب میں موضع سعداللہ پور گیا تو میں نے چوہدری اللہ داد صاحب کو جو چوہدری عبداللہ خان نمبردار کے برادر زادہ تھے اور ابھی احمدیت سے مشرف نہ ہوئے تھے۔ مسجد کی ایک دیوار کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھا کہ وہ بے طرح دمہ کے شدید دورے میں مبتلا تھے اور سخت تکلیف کی وجہ سے نڈھال ہو رہے تھے۔ میں نے وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ مجھے پچیس سال سے پرانا دمہ ہے جس کی وجہ سے زندگی دوبھر ہو گئی ہے۔ میں نے علاج معالجہ کی نسبت پوچھا تو انہوں نے کہا کہ دور دور کے قابل طبیبوں اور ڈاکٹروں سے علاج کروا چکا ہوں مگر انہوں نے اس بیماری کو موروثی اور مزمن ہونے کی وجہ سے لاعلاج قرار دے دیا ہے۔ اس لئے میں اب اس کے علاج سے مایوس ہو چکا ہوں۔

میں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کسی بیماری کو لکل داءٍ دواء کے فرمان سے لاعلاج قرار نہیں دیا۔ آپ اسے لاعلاج سمجھ کر مایوس کیوں ہوتے ہیں۔ کہنے لگے کہ اب مایوسی کے سوا اور کیا چارہ ہے۔ میں نے کہا کہ ہمارا خدا تو فعال لما یرید ہے اور اُس نے فرمایا ہے کہ

لَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ٥

یعنی یاس اور کفر تو اکٹھے ہو سکتے ہیں لیکن ایمان اور یاس اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ اس لئے آپ ناامید نہ ہوں اور ابھی پیالہ میں تھوڑا سا پانی منگائیں میں آپ کو دم کر دیتا ہوں۔ چنانچہ اُسی وقت انہوں نے پانی منگایا اور میں نے خدا تعالےٰ کی صفت شافی سے استفادہ کرتے ہوئے اتنی توجہ سے اس پانی پر دم کیا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی اس صفت کے فیوض سورج کی کرنوں کی طرح اس پانی میں برستے ہوئے نظر آئے۔ اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ اب یہ پانی افضال ایزدی اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی برکت سے مجسم شفا بن چکا ہے۔ چنانچہ جب میں نے یہ پانی چوہدری اللہ داد کو پلایا تو ان کی آن دمہ کا دورہ رُک گیا اور پھر اس کے بعد کبھی اُنہیں یہ عارضہ نہیں ہوا حالانکہ اس واقعہ کے بعد چوہدری اللہ داد تقریباً پندرہ سولہ سال تک زندہ رہے۔ اس قسم کے نشانات سے اللہ تعالیٰ نے چوہدری صاحب موصوف کو احمدیت نصیب فرمائی اور آپ خدا کے فضل سے مخلص اور مبلغ احمدی بن گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اعجاز نماء واقعہ صداقت (قم باذن اللہ)

اسی زمانہ میں جبکہ میں اپنے گاؤں اور علاقہ کے لوگوں کو احمدیت کی تبلیغ کیا کرتا تھا۔ بعض بڑی عمر کے بوڑھے مجھے کہا کرتے تھے کہ تم تو بچے ہو اگر مرزا صاحب کے دعویٰ میں کوئی صداقت ہوتی تو آپ کے تایا حضرت میاں علم الدین صاحب جو اس زمانہ کے غوث اور قطب ہیں اور چالیس سیپارے قرآن مجید کے ہر روز پڑھتے ہیں اور صاحبِ مکاشفات ہونے کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضوری بھی ہیں وہ نہ مرزا صاحب کے دعویٰ کو تسلیم کر لیتے۔ میں انہیں اس قسم کے عذرات لنگ پر بہتیرا سمجھاتا مگر وہ ایک وقت تک یہی رٹ لگاتے رہے۔ آخر میں نے انہیں کہا کہ بتاؤ اگر حضرت میاں صاحب میرے سید و مولا حضرت مسیح قادیانی علیہ السلام کو نبی اور امام مہدی تسلیم کر لیں تو کیا تم لوگ ان پر بدگمانی کرتے ہوئے حضور اقدس علیہ السلام کی بیعت سے انحراف تو نہیں کرو گے۔ اس وقت ان لوگوں میں سے بعض نے جواب دیا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضرت میاں صاحب مرزا صاحب پر ایمان لے آئیں اور ہمارا سارا علاقہ اُن کے پیچھے ایمان نہ لائے۔ احمدیت کے متعلق ان کی یہ آمادگی دیکھ کر میں نے حضرت تایا صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ آپ حضور اقدس علیہ السلام کی صداقت کے متعلق دعا کریں اور استخارہ بھی فرمائیں چنانچہ آپ نے میری درخواست پر استخارہ شروع کر دیا اور میں نے آپ کے لئے دعا شروع کر دی۔ مجھے دعا کرتے ہوئے ابھی چند روز ہی گزرے تھے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے گاؤں سے شمال کی جانب بہت سے لوگوں کا ہجوم ہے۔ جب میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چارپائی پر حضرت میاں علم الدین صاحب کی لاش پڑی ہوئی ہے اور لوگ اس کے گرد اگرد حلقہ باندھے ہوئے کھڑے ہیں ان لوگوں نے جب مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ آپ ہمیشہ مرزا صاحب کے متعلق کہتے رہتے ہیں کہ وہ امام مہدی اور مسیح موعود ہیں اگر واقعی وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو آپ کوئی نشان دکھائیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کیسا نشان دیکھنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ میّت جو ہمارے سامنے پڑی ہے اسے آپ زندہ کر دیں۔ چنانچہ میں نے اسی وقت لاش کے سامنے کھڑے ہو کر نہایت جلال سے کہا:۔

قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ (اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ ناقل)

میرا یہ کہنا تھا کہ حضرت میاں صاحب زندہ ہو کر بیٹھ گئے اور مجھے دیکھتے ہی السلام علیکم کہا۔

جب میں بیدار ہوا تو مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت میاں صاحب کو خدا تعالیٰ ضرور حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی سعادت نصیب کرے گا اور ایک نئی زندگی مرحمت فرمائے گا۔

اتفاق کی بات ہے کہ میں ایک دن مسجد میں بیٹھا ہوا لوگوں کو تبلیغ کر رہا تھا اور وہ اپنے سابقہ دستور کے مطابق حضرت میاں صاحب ممدوح کی آڑ لے رہے تھے کہ اچانک آپ میری تلاش میں اِدھر آنکلے اور دریافت فرمایا کہ میاں غلام رسول یہاں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں حاضر ہوں ارشاد فرمائیے۔ فرمانے لگے۔

"مجھے خدا اور اس کے رسول کی طرف سے اس بات کا نہایت صفائی کے ساتھ علم دیا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے سچے مامور اور امام مہدی اور مسیح موعود ہیں۔ اور آپ سب لوگ گواہ رہیں کہ میں ان پر ایمان لے آیا ہوں"۔

پھر آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میری بیعت کا خط حضرت صاحب کی خدمت میں لکھ دیں۔ حضرت میاں صاحب کے ارشاد گرامی کے بعد جب میں نے لوگوں سے پوچھا کہ بتاؤ اب تمہاری کیا مرضی ہے۔ تو اسی وقت بعض بدبختوں نے کہا کہ شیطان نے بلعم باعور ایسے ولی کا ایمان چھین لیا تھا حضرت میاں علم الدین صاحب کس شمار میں ہیں۔ اس کے بعد میں نے حضرت میاں صاحب موصوف کی بیعت کا خط لکھ دیا اور وہ بزرگ جو لوگوں کے زعم میں اپنے زمانہ کا غوث تھا حضور اقدس علیہ السلام کے سلسلۂ بیعت میں داخل ہو گیا۔ پھر اس کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے والد بزرگوار کے چھوٹے بھائی حضرت حافظ نظام الدین صاحب بھی احمدی ہو گئے۔ چنانچہ یہ دونوں بھائی یکے بعد دیگرے قادیان بھی تشریف لے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دستی بیعت سے مشرف ہوئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

Der Weg Mohammeds

مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب نے جرمن زبان میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "DER WEG MOHAMMEDS" جرمنی کے سب سے بڑے پاکٹ بک شائع کرنے والے اشاعتی ادارے نے اس کتاب کو شائع کیا ہے۔ یہ کتاب اسلام سے متعلق تمام موضوعات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت طیبہ کے علاوہ مہدی کی آمد، اسلام میں عورت کا مقام، اسلام اور سائنس، اسلام میں آرٹ کی اہمیت، جرمنی میں اسلام جیسے اہم موضوعات پر اس کتاب میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ کتاب تبلیغ کے لئے نہایت موثر ہے۔ سکولوں کے اساتذہ، سوشل اداروں کے ورکر، مذہبی لیڈران اور زیر تبلیغ دوستوں تک اس کتاب کو ضرور پہنچائیں۔ یہ کتاب شعبہ اشاعت سے 9,80 DM میں حاصل کی جا سکتی ہے۔

''یورپ میں مسلمان''

برلن میں ایک دلچسپ سیمپوزیم

مکرم عبدالباسط طارق، مبلغ سلسلہ، برلن

مورخہ ۶، فروری تا ۸، فروری ۱۹۹۲ء برلن کے مشہور فنکشن سنٹر ہاؤس ڈیر کلچر میں برلن کے ایک ادارے BERLIN INSTITUTE FOR COMPARATIVE SOCIAL RESEARCH کی طرف سے ''یورپ میں مسلمان'' کے موضوع پر ایک سیمپوزیم کا اہتمام کیا گیا جس میں فرانس، بلجیم، ہالینڈ، سویڈن، ڈنمارک اور برطانیہ کے مذہبی سکالروں نے حصّہ لیا اور ہر ایک نے اپنے اپنے ملک میں مسلمانوں کے مسائل اور اسلام کے فروغ کا ذکر کیا۔ مزید دلچسپی کی بات یہ ہے کہ اس سیمپوزیم میں دو جرمن سکالروں نے احمدیت کے موضوع پر تقریر کی۔ تین دنوں ـــــ کے دوران بعض سیشنوں میں حاضری بہت بڑھ جاتی اور بعض میں کم ہو جاتی۔ اوسط حاضری ڈیڑھ سو اور دو سو کے درمیان رہی ان تین دنوں میں مختلف مواقع پر خاکسار کو احمدیت کا تعارف کروانے کا موقع ملا۔ پہلے سیشن میں ڈاکٹر سٹیون ورٹووک نے ''برطانوی معاشرہ میں مسلمانوں کے مسائل'' کے موضوع پر تقریر کی۔ ڈاکٹر صاحب کا تعلق آکسفورڈ سے ہے تقریر کے دوران انہوں نے جماعت اسلامیہ کا بار بار ذکر کیا اور جماعت احمدیہ کا بالکل سرسری ذکر کیا۔ تقریر کے بعد خاکسار نے ڈاکٹر صاحب سے سوال کیا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ برطانیہ میں احمدیہ مشن اور احمدی عرصہ ۶۵ سال سے زائد موجود ہیں؟ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا YES I KNOW بعد میں خاکسار نے مختصر تقریر میں برطانیہ میں مشن کے قیام، حضرت خلیفۃ المسیح کی موجودگی، سالانہ انٹرنیشنل یوکے پریس اور پبلیکیشن ترجمہ قرآن اور لٹریچر کی اشاعت کے بارے میں مختصر خاکہ پیش کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر میں ذکر کیا تھا کہ سلمان رشدی کی وجہ سے برطانیہ میں بڑی بدامنی رہی۔ خاکسار نے بتایا کہ اسلام تو امن کا مذہب ہے اس لئے یہ بدامنی اسلام کے بنیادی اصولوں سے انحراف کا نتیجہ ہے۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ مجھے علم نہیں کہ ایسا کیوں ہے۔ احمدیت کا ذکر نہ کرنے پر ڈاکٹر صاحب نے خاموشی اختیار کی بعد میں ایک فرانسیسی سکالر مسٹر مصطفےٰ ڈیوپ نے ''فرانس میں مسلمان تنظیمیں'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ خاکسار نے ان کو بتایا کہ قرآن کریم کی تعلیم تعالوا الی کلمۃٍ سواءٍ بیننا و بینکم کے تحت فرانس میں مسلمان تنظیمیں دوسرے مذاہب کی تنظیموں سے مل کر بعض مشترکہ مسائل مثلاً بے راہ روی اور دیگر معاشرتی مسائل کے خلاف مشترکہ جہاد کر سکتی ہیں۔ اس پر فاضل مقرر نے جواب دیا کہ کچھ مشکلات ہیں جن کا میں ذکر کرنا نہیں چاہتا۔ ہالینڈ کے سکالر مسٹر جیورن ڈومرنک نے ہالینڈ میں اسلام کا ذکر کیا اور بے حد حیرت ہوئی کہ احمدیت کا سرسری ذکر بھی نہ کیا۔ اس سے قبل ہالینڈ کے سکالر پیٹر کوننگز فلڈ نے سامعین کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ آپ نے برطانوی سکالر ڈاکٹر سٹیون کی تقریر سنی ہے جس میں انہوں نے مسلمانوں کے فرقوں کا ذکر کیا ہے مسلمانوں کا کوئی فرقہ نہیں ہے البتہ احمدی ایک فرقہ ہیں جو عام مسلمانوں میں شمار نہیں ہوتے کیونکہ انہوں نے مسئلہ ختم نبوت کا انکار کیا ہے۔ اس پر خاکسار نے کھڑے ہو کر کہا کہ احمدی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اسی بحث مباحثہ میں فضا میں کسی حد تک کشیدگی پیدا ہو گئی۔ ڈاکٹر کوننگز فیلڈ نے ہالینڈ میں مسلمان کمیونٹی کے مسائل بیان کرتے ہوئے بتایا کہ وہاں کے امام موجودہ نسل کے نہ تو مسائل کو سمجھتے ہیں نہ زبان پر عبور ہے اور نہ ہی وہ معاشرہ اور کلچر سے واقف ہوتے ہیں۔ اس پر خاکسار نے کھڑے ہو کر کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تکلم الناس حسب عقولھم اس لئے اگر کوئی امام اس معاشرہ اور زبان اور نوجوان نسل کے مسائل سے ناواقف ہو تو وہ کبھی بھی کام نہیں کر سکتا۔ اس پر کوننگز فیلڈ نے جواب دیا کہ آپ احمدی لوگوں کو میں جانتا ہوں آپ لوگ اسلام کی بنیادی اور روایاتی تعلیم سے ہٹ کر جدید زمانہ کے حالات پر زیادہ نظر رکھتے ہیں ان کا لہجہ خاصا تلخ تھا۔ اس کے بعد سویڈن کے ایک نوجوان سکالر نے سویڈن میں اسلام کے بارے میں تقریر کی۔ اللہ تعالیٰ اس شریف الطبع نیک نوجوان کو جزا دے اس نے اپنی تقریر میں احمدیت کا تعارف بہت ہی عمدہ رنگ میں کروایا اور بار بار اس بات پر زور دیا کہ سویڈن میں دراصل اسلام کا تعارف ہی احمدیت نے کروایا ہے۔ یہ سکالر مکرم کمال یوسف صاحب سے سویڈن میں گوٹے برگ کی مسجد سے خوب متعارف ہیں کانفرنس میں وقفے کے دوران خاکسار نے ان کا شکریہ ادا کیا ان کا ایڈریس لیا اور ان کو مشن ہاؤس آنے کی دعوت دی۔ بعد ازاں مسٹر لارس پیڈرسن نے ڈنمارک میں اسلام کے موضوع پر تقریر کی لیکن احمدیت کا تذکرہ نہ کیا۔

مسٹراس برگ یونیورسٹی کی ایک سکالر خاتون نے ''مسلمان خواتین میدان عمل میں'' کے موضوع پر تقریر کی۔ تقریر کے بعد خاکسار ان سے ملا ان کا ایڈریس لیا۔ لجنہ اماء اللہ کا تعارف کروایا۔ یہ خاتون فرانس میں ہمارے مشن کو جانتی ہیں

دوسرے دن آخری اجلاس کی صدارت برلن سینٹ کی وزیر خاتون مسز باربرا جان نے کی اجلاس میں بہت سے مسائل زیر بحث آئے۔ ایک مسئلہ یہ بھی اٹھایا گیا کہ برلن میں لاکھوں مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑی شاندار مسجد ہونی چاہیئے جہاں سارے مسلمان مل کر اپنی اسلامی تقریبات منعقد کر سکیں مسز باربرا جان برلن مشن میں صد سالہ تقریب پر آ چکی ہیں۔ علماء مصر کے سیمینار پر اس خاتون نے اسلام پر بعض سوالات کئے تھے جن کے جوابات سے وہ مطمئن نہ تھی اس پر خاکسار نے انہیں بعض جرمن مضامین بھجوائے جن کا جواب انہوں نے خاکسار کو یہ دیا کہ مصری علماء کے جوابات سے وہ مطمئن نہ تھی اور اس بات کا اُسے یقین تھا کہ قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہو سکتی اور بعد میں انہوں نے خاص طور پر شکریہ ادا کیا نیز خاکسار کو زبانی بتایا کہ وہ مضامین اس قدر دلچسپ تھے کہ ان کی ایک واقف خاتون وہ مضامین پڑھنے کے لئے اُن سے لے گئی ہے۔ اس بات کا امکان ہے کہ اگلی تقریب میں یہ خاتون احمدیہ مشن ہاؤس تشریف لائیں گی۔ اس تقریب میں ایک بہت ہی شریف الطبع نوجوان DRS. NICO LANDMAN جو ہالینڈ کے تھے سے تعارف ہوا۔ یہ احمدیت سے واقف ہیں ہالینڈ کی احمدیہ مسجد میں

جا چکے ہیں اور ہمارے مبلغ مکرم عبد الحکیم اکمل صاحب سے متعارف ہیں انہوں نے خاکسار کو ڈچ زبان کی ایک کتاب دکھلائی جس میں احمدیت پر ایک مبسوط مضمون چھپا ہوا ہے۔ آخری سیشن میں ایک نوجوان جرمن ریسرچ سکالر جو MARBURG یونیورسٹی کے طالب علم ہیں مسٹر MICHAEL VOGT نے احمدیت کی تاریخ اور تعلیم پر تقریر کی۔ تقریر مختصر اور غیر جانبدارانہ تھی۔ اس کے بعد ریسرچ برلن انسٹیٹیوٹ کے سکالر مسٹر ROBIN SCHNEI نے "احمدیت برلن میں" کے موضوع پر مختصر تقریر کی اور لاہوری جماعت کا بھی ذکر کیا اور کہا مجھے حیرت ہے کہ اسلام کی اشاعت کے لئے اس جماعت کی سرگرمیاں بہت تیز ہیں پھر بھی اسے مسلمانوں سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مسٹر روبن اور مسٹر میشائل فوگٹ اور پروفیسر الزاس ہماری مسجد میں تشریف لا چکے ہیں اور ان کے ساتھ احمدیت کے مختلف پہلوؤں پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ احمدیت پر دونوں تقاریر کے بعد خاکسار نے کھڑے ہو کر مختصر تقریر کی اور احمدیت کا جرمنی میں فروغ، مشن ہاؤس، جماعتیں، اشاعت، لٹریچر، مساجد، تبلیغی سٹینڈ اور دیگر سرگرمیوں کا ذکر کیا اس کے بعد افراد نے لٹریچر کا مطالبہ کیا اس موقع پر کتب کے سٹینڈ پر احمدیت کا لٹریچر فروخت کیا گیا۔ اس تقریب میں کافی لوگوں سے ملنے اور متعارف ہونے کا موقع ملا۔

EVANG اکیڈمی کے اجلاس میں شرکت

برلن میں EVANGELISCHE اکیڈمی نے ایک INTER RELIGION DIALOGUE کے زیر عنوان ایک تقریب کا اہتمام کیا جس میں انہوں نے یہودی، عیسائی اور مسلمان سکالر بلائے ہوئے تھے جنہوں نے خدا تعالیٰ کی صفات کے بارے میں اپنے اپنے مذہب کا نقطہ نظر بیان کیا۔ مسلمانوں کی طرف سے ایک تنظیم FREUNDE DES ISLAM کے صدر جرمن مسلمان مسٹر HERZOG اور ایک مسلمان ترک سکالر مسٹر مظفر تھے۔ گفتگو کے مواقع عام تھے اور ہر شخص اس گفتگو میں حصہ لے سکتا تھا۔ اس موقع پر قریباً ۶۰ کے قریب جرمن تھے۔ ماحول پُر امن اور دوستانہ تھا لیکن بحث ومباحثہ بڑے جوش وخروش سے کیا جا رہا تھا۔ اسلام میں خدا تعالیٰ کے ننانوے نام اور صفات کے موضوع پر خاصی دلچسپی کا اظہار کیا گیا اور اس پر گفتگو کا آغاز ہوا ایک خاتون نے سوال کیا کہ خدا تعالیٰ کی صفات رحمان اور رحیم ہے لیکن خدا تعالیٰ کی صفت قہار، منتقم اور جبار بھی تو ہے اور ان صفات کے تحت تو اسلام کے سے خوف محسوس ہوتا ہے اس پر خاکسار نے کھڑے ہو کر سامعین کو بتایا کہ خدا تعالیٰ کے فرمان رحمتی وسعت کل شیءٍ کے تحت اُس کا رحم اُس کے غضب پر حاوی ہے وہ انسانوں کو معاف کرتا ہے اور ڈھیل دیتا ہے۔ خدا کی صریح نافرمانی کرنے والے اگر سزا نہ پائیں تو دنیا کا امن برباد ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کی صفات کی تشریح میں دو تین مرتبہ بولنے کا موقع ملا۔ اس سوال پر کہ دنیا میں اس قدر فقر اور بھوک کیوں ہے؟ خاکسار نے بتایا کہ خدا تعالیٰ کا رزق تو وافر ہے ہماری تقسیم میں کچھ خامی ہے اس پر خاکسار کے قریب بیٹھے ہوئے ایک عیسائی مناد نے کہا کہ یورپ میں کئی لاکھ مالیت کی خوراک ضائع کر دی جاتی ہے جبکہ افریقہ میں لاکھوں انسان بھوک سے مر جاتے ہیں۔ تقریب کے اختتام پر ایک جرمن خاتون کے سوال پر مسلمان سکالر نے بتایا کہ جنت اور دوزخ دائمی ہیں۔ اس پر خاکسار نے وضاحت کی کہ جنت دائمی ہے لیکن دوزخ عارضی ہے بعد ازاں اس خاتون کو اسلامی اصول کی فلاسفی بھجوائی گئی۔ اس میٹنگ میں مسلمان جرمنوں کا رویہ خاکسار سے کسی قدر کشیدہ تھا۔

برلن T.V پر احمدی عربوں کا پروگرام

عرب ڈیسک کے انچارج مکرم سیّد افتخار صاحب کے ساتھ یہ پروگرام تیار کیا گیا کہ برلن ٹی وی کے چینل اوفن کنال پر عربی میں تین پروگرام پیش کئے جائیں اور پھر ان سب کو ملا کر ایک صاف ستھری تبلیغی وڈیو تیار کی جائے جو بعد ازاں تبلیغی مقاصد کے لئے استعمال ہو۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے پہلے سے سکرپٹ تیار کرنے کے لئے قرآن کریم کی آیات اور احادیث اور ان سے استدلال وغیرہ نوٹ کر کے مضامین تیار کرنے میں مکرم سید افتخار شاہ صاحب نے بے حد محنت کی جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اس کے علاوہ برلن مشن میں دو عدد عربوں کی میٹنگ کی گئی اور اس میں عربوں کو مشق کروائی گئی۔ پہلے پروگرام کا عنوان تھا "عالم اسلام اور مسلمانوں کی موجودہ حالت قرآن اور حدیث کی روشنی میں" جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ مسلمانوں کی حالت زوبہ زوال ہے اور آخر اس خیر امت کا کیا مستقبل ہے۔ یہ پروگرام مورخہ یکم فروری ۹۲ بروز ہفتہ نشر ہوا جو ایک گھنٹے کا تھا اس کے بعد ہمارا دوسرا پروگرام یہ ہے کہ اگر اس خیر امت کی یہ حالت ہے تو لازمی طور پر ایک آسمانی مصلح کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ظہور امام مہدی کو موضوع بنایا جائے گا۔ اس کے بعد تیسرے پروگرام میں صداقت احمدیت اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام کو موضوع بنا کر قرآن اور حدیث سے اس کے دلائل پیش کئے جائیں گے۔ اس سارے پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے مکرم ملک مظفر احمد صاحب ان کی اہلیہ نے نیز سیّد افتخار شاہ صاحب انچارج عرب ڈیسک نے بہت محنت سے کام کیا اللہ تعالیٰ ان سب کو احسن رنگ میں جزاء عطا فرمائے۔

برلن T.V پر جرمن پروگرام

مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۹۲ء بروز ہفتہ برلن ٹی وی پر ایک گھنٹے کا جرمن ٹی وی پروگرام نشر ہوا جس میں مکرم امیر صاحب عبد اللہ واگس ہاؤزر، برادرم ہدایت اللہ ہبش، برادرم طارق گڈاٹ اور خاکسار نے LIVE TALK SHOW میں حصہ لیا۔ گفتگو کا عنوان تھا "اسلام اور نسل پرستی"۔ برادرم ہُبش نے پروگرام کا آغاز کیا اور تعارف کروایا۔ بعد ازاں انہوں نے سب دوستوں سے سوالات کئے جس کے شریک گفتگو سب نے جوابات دیئے۔ اس پروگرام میں خونی مہدی، جہاد کا تصور، مسلمانوں کی موجودہ حالت، زنا کی سزا رجم، نسل پرستی کا حل، قرآن کی تشریح، فلسطین کا مسلمانوں کو واپس ملنا اور دوسرے موضوعات زیر بحث آئے۔ پروگرام کے دوران اس بات کا انتظام کیا گیا تھا کہ ناظرین فون کر کے براہ راست سوالات کر سکیں چنانچہ دوران پروگرام ہی بے شمار فون آئے اور لوگوں نے احمدیت کا دوسرے مسلمانوں سے فرق، اسلامی تعلیم، کافر کی تعریف کیا ہے، مسئلہ فلسطین اور یہود، عورتوں پر اسلام میں تشدد، زنا کی سزا رجم اور احمدیت کا تعارف وغیرہ کے متعلق وضاحتیں چاہیں۔ دوران پروگرام ایک جرمن نے فون پر کہا کہ اسلام کے بارے میں تبلیغ اور دلائل کا جو انداز آپ نے اختیار کیا ہے بہت اچھا ہے اور ایسے ہی اسلام کی تبلیغ ہونی چاہیئے لیکن پروگرام کے دوران دو عربوں نے ایک ترک مسلمان نے اور ایک جرمن نے فون پر ہمیں بُرا بھلا کہا نازیبا کلمات استعمال کئے اور دھمکیاں دیں۔ پروگرام دیکھنے والی دو جرمن خواتین نے پروگرام کے بارے میں مشن ہاؤس میں فون کر کے پسندیدگی کا اظہار کیا۔

جرمنوں کے ساتھ برلن مشن میں تبلیغی میٹنگ

باقی صفحہ نمبر ۲۹ پر ملاحظہ فرمائیں

داعیان الی اللہ کا تربیتی کیمپ

میونخ مشن

مورخہ ۲۲ رفروری ۱۹۹۲ء بروز ہفتہ میونخ ریجن کا نئے سال میں پہلا داعیان الی اللہ کیمپ میونخ مشن میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت محترم جناب عبدالشکور اسلم خان صاحب نائب امیر جرمنی نے کی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد افتتاحی تقریر محترم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مبلغ سلسلہ نے کی۔ آپ نے جماعتی تقریبات میں وقت کی پابندی کا خیال رکھنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے دل میں دعوت الی اللہ کا جو جوش اور جذبہ پایا جاتا تھا ان واقعات کو سنا کر داعیان الی اللہ کو توجہ دلائی کہ اپنی زندگیوں میں صحابہؓ کے طریق اپنائیں اس کے بعد صدر جماعت نورن برگ مکرم عبدالرؤف صاحب نے تقریر کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں بائبل کے حوالہ جات لکھوائے۔

دوسری تقریر مکرم منور احمد صاحب صدر جماعت میونخ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کے طریقِ تبلیغ کے موضوع پر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں صحابہ کے طریق تبلیغ بیان کرنے کے بعد حضور ایدہ اللہ کے حالیہ خطبات برائے تبلیغ سے چند ایک اقتباسات سنائے۔ تیسری تقریر خاکسار نے تبلیغ کی اہمیت اور داعیان الی اللہ کی ذمہ داریاں کے موضوع پر کی۔ مکرم نذیر احمد صاحب ریجنل معاون شعبہ تبلیغ نے عصر حاضر اور اس کے تقاضے کے موضوع پر تقریر کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں دنیا کے بدلتے ہوئے حالات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض و غایت پر دلچسپ انداز میں روشنی ڈالی اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات کی روشنی میں داعیان الی اللہ کو اپنی تبلیغی ذمہ داریوں کو تیز تر کرنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ اس کے بعد مکرم مبشر احمد صاحب اٹالین احمدی دوست نے جرمن زبان میں تقریر کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں داعیان الی اللہ کو جرمن قوم کے لئے اپنے اعلیٰ کردار اور اچھا نمونہ دکھا کر اُن کو اسلام واحمدیت کی طرف لانے اور تبلیغ کے ضمن میں اپنی ذمہ داریوں کو اچھے انداز میں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ مکرم نذیر احمد صاحب اس کا اُردو ترجمہ ساتھ ساتھ کرتے رہے۔ اس سلسلہ تقریر کے بعد مختلف داعیان الی اللہ اور عہدیداران جماعت سے تبلیغ کے کام کو تیز کرنے کے لئے آراء لی گئیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد اختتامی تقریر منعقد ہوئی۔ سب سے پہلے مکرم طارق بھٹی صاحب سیکرٹری داعیان الی اللہ نے تقریر کی۔ اس کے بعد اختتامی خطاب محترم جناب عبدالشکور اسلم خاں صاحب نائب امیر جرمنی نے فرمایا۔ اختتامی خطاب چار بجے ختم ہوا۔ محترم نائب امیر صاحب جرمنی نے ہی اختتامی دعا کروائی۔ اس تربیتی کیمپ میں ۶۲ داعیان الی اللہ نے شرکت کی۔

شہزادہ قمرالدین مبشر، ریجنل معاون شعبہ داعیان الی اللہ ——— میونخ ریجن

ریجن سٹٹگارٹ

ریجن سٹٹگارٹ نے ۱۹۹۲ء کا پہلا داعیان الی اللہ کیمپ مورخہ ۹ فروری کو وائبلنگن میں منعقد کیا گیا۔ کارروائی کا آغاز مکرم ریجنل امیر مشنری ریجن سٹٹگارٹ و میونخ مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد مکرم ریجنل امیر صاحب نے افتتاحی خطاب میں داعیان الی اللہ کو دعا کی طرف توجہ دلائی نیز فرمایا کہ صبر و تحمل سے تقاریر کو سنیں۔ عشق و محبت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو ہزاروں کروڑوں دلوں تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ بعد ازاں مکرم مسعود احمد صاحب جماعت BIETIGHEIM نے "عقیدہ ردّ کفارہ" کے موضوع پر تقریر کی۔ مکرم افضل احمد صاحب پاشا آف روٹلنگن نے "جرمنی میں تبلیغ اسلام کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریاں" کے موضوع پر نہایت موثر انداز میں تقریر کی تیسری تقریر مکرم نذیر احمد صاحب آف میونخ نے "دعوت الی اللہ کے طریق" کے موضوع پر کی۔ بعد ازاں صدران جماعت اور اُن کے نمائندگان نے ذرائع تبلیغ کے تجربات پیش کئے اور اس راہ میں حائل رکاوٹوں کا بھی ذکر کیا۔ طعام کے وقفہ کے دوران صدران جماعت اور سیکرٹریان تبلیغ اور مکرم ریجنل امیر صاحب کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ نماز ظہر و عصر کے بعد اڑھائی بجے دوسرے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی جس میں نائب امیر جرمنی و نیشنل سیکرٹری تبلیغ مکرم عبدالشکور صاحب اسلم نے داعیان الی اللہ سے خطاب کیا۔ آپ نے تمام حاضر داعیان سے جائزہ کے طور پر ہاتھ کھڑے کروا کر تبلیغی سرگرمیوں کا اندازہ لگایا۔ پھر حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دعوت الی اللہ کے بارے میں (نومبر دسمبر ۹۱) چھ خطبات جمعہ کا خلاصہ پیش کیا۔ اختتامی خطاب مکرم ریجنل امیر صاحب نے فرمایا۔ اس کیمپ میں ۱۸ جماعتوں کے ۲۰۳ داعیان الی اللہ نے شمولیت اختیار کی۔

پہلی بار ریجن کی تمام جماعتوں کی نمائندگی ہوئی۔ آخر میں مکرم نائب امیر صاحب جرمنی نے اختتامی دُعا کروائی۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بہترین ثمرات پیدا فرمائے آمین ثم آمین۔

یحییٰ رفیع الدین ——— ریجن سٹٹگارٹ

فرینکفرٹ ریجن

مورخہ ۱۶ رفروری ۱۹۹۲ء بروز اتوار نور مسجد میں سال ۱۹۹۲ء کا پہلا داعیان الی اللہ تربیتی کیمپ منعقد ہوا جس کی صدارت مکرم ریجنل امیر صاحب فرینکفرٹ نے کی۔ تلاوت کلام پاک اور نظم کے بعد معاون ریجنل سیکرٹری تبلیغ (میر عبداللطیف) صاحب نے داعی الی اللہ کیمپ کی رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد ریجنل امیر صاحب مکرم مبشر احمد صاحب باجوہ نے اپنے افتتاحی خطاب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے تبلیغ کے موضوع پر تازہ خطبات کی روشنی میں تبلیغ کی اہمیت کو واضح کیا۔ خاکسار زبیر خلیل خان نے جرمنی میں موجود احمدی سیاسی پناہ گزینوں کے حالات کا جائزہ پیش کیا۔

WITZENHAUSEN کے صدر جماعت محمد افضل صاحب نے اپنی جماعت کی تبلیغی کاوشوں کا ذکر کیا۔ کھانے کے وقفہ کے دوران ہر داعی الی اللہ سے انفرادی تبلیغی منصوبہ کے بارے میں تحریراً لکھوایا گیا اور حضور کی خدمت میں دعائیہ خط تحریر کروایا

گیا۔ مکرم مولانا مسعود احمد جہلمی صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے حاضرین سے اپنے خطاب میں دعوت الی اللہ کے کام کو بہتر رنگ میں انجام دینے کے لئے مختلف پہلوؤں کی طرف توجہ دلائی۔

دوسرے اجلاس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تبلیغ کے موضوع پر خطبات کے اہم حصّے سنائے گئے۔ مثالی داعیان الی اللہ نے تبلیغ کے دوران پیش آنے والے واقعات بیان کئے۔ اختتامی دُعا سے قبل مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی۔ اس کیمپ میں ۱۷۰ افراد نے شرکت کی۔

زبیر خلیل خان ________ فرینکفرٹ ریجن

فرینکفرٹ ریجن کی مساعی

انس محمود منہاس

ناصر باغ میں وقارِ عمل

فرینکفرٹ ریجن کی جماعتیں دیگر جماعتی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ناصر باغ میں جماعت کے تعمیراتی پراجیکٹ میں بھرپور حصّہ لے رہی ہیں۔ ماہ ستمبر ۱۹۹۱ء سے مسلسل وقارِ عمل جاری ہے۔ شدید سردی اور رمضان المبارک کے باوجود احباب جماعت دور دور سے سفر کر کے ناصر باغ پہنچ کر تعمیر میں پورے پورے ذوق شوق سے حصّہ لے رہے ہیں۔ دونوں بڑے ہالوں کے کیلرز پر چھت پڑنے کے بعد اوپر کی منزل پر دیواروں کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ ہالوں کے بیرونی اطراف پر سیمنٹ کے پلاسٹر کا کام۔ تارکول کی کوٹنگ کا کام بھی مکمل ہو چکا ہے۔ دروازے کھڑکیوں کی فٹنگ کے ساتھ ساتھ بجلی، سینٹری اور سیورج کا کام بھی جاری ہے۔ ۱۵ر مارچ ۱۹۹۲ء تک جماعت کے احباب نے ۱۸۶۱۲ افرادی طاقت کے گھنٹے یعنی MANHOUPS کی قربانی دی ہے۔ الحمدللہ۔

ناصر باغ کے تعمیراتی پراجیکٹ کی نگرانی مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب ڈوگر (واقف زندگی) انتہائی محنت اور ذمہ داری کے ساتھ فرما رہے ہیں۔ آپ نے ناصر باغ میں احمدی احباب کے ہاتھوں پایہ تکمیل تک پہنچنے والے کام کی رپورٹ حضور کی خدمت میں بھجوائی جس کے جواب میں حضور نے تحریر فرمایا۔

تعمیرات کے کام کی اطلاعات ساتھ ساتھ مل رہی ہیں الحمدللہ۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں کے لئے تو کوئی کام بھی ناممکن نہیں میری طرف سے وقارِ عمل میں حصّہ لینے والوں کو جو حصّہ لے چکے ہیں یا لے رہے ہیں محبت بھرا اسلام پہنچا دیں۔ اللہ ان کے جذبہ و اخلاص اور اموال ونفوس میں برکت دے اور دونوں جہانوں کی لامتناہی سعادتوں کا وارث بنائے۔ جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرہ کان اللہ معلم۔

والسلام
خاکسار
مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع

تبلیغی سٹال و نشستیں

ماہ جنوری میں ۱۱ جماعتوں نے تبلیغی سٹال لگائے۔ جماعت WITZENHAUSE نے انتہائی کامیاب تبلیغی نشست کا اہتمام کیا جس میں ۷۰ جرمن و دیگر غیر مسلم مہمان شامل ہوئے۔ محترم مولانا مسعود احمد جہلمی اور مکرم عبدالشکور خان اسلم نے بھی پروگرام میں شرکت کی۔ علاوہ ازیں BAD NAUHEIM, GEMUNDEN, GOTTINGEN, BUDDINGEN DIEBURG نے بھی تبلیغی نشستوں کا اہتمام کیا۔

جماعت MANNHEIM نے ALTENHEIM (بوڑھوں کے رہنے کی جگہ) میں جا کر پھول اور تحائف دیئے۔ جماعت LORSCH اور WIESBADEN میں احمدی نوعمر بچوں نے تبلیغی لٹریچر تقسیم کیا۔ علاوہ ازیں ۱۸ تبلیغی کیسٹ بھی غیر از جماعت دوستوں میں تقسیم کی گئیں۔

● ۳۰ جماعتوں کے دورہ جات کئے گئے اور تبلیغی و تربیتی امور سرانجام دیئے گئے اور جماعتوں کا عمومی جائزہ لیا گیا۔ ۸ جماعتوں میں بچّوں کے لئے تعلیم القرآن کلاس کا اجراء عمل میں آچکا ہے۔ ۱۵ر مارچ تک ۲۵ جماعتوں نے انفرادی اور اجتماعی طور پر ۶۰ ANTENNA خرید کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ براہ راست T.V پر سننے کا اہتمام کر لیا ہے۔

اہم شخصیات سے ملاقات

مورخہ ۱۶ر دسمبر ۱۹۹۱ء کو خاکسار نے ویٹرو کراُس کی علاقائی امور کی انچارج FRAU GILA GERK سے ملاقات کر کے وہاں پر مقیم تقریباً ایک ہزار احمدیوں کے مسائل سے اُن کو آگاہ کیا اور جماعتی تقریبات اور عبادات کے مناسب جگہ کے حصول کے لئے اُن سے درخواست کی۔ اس موقعہ پر جماعتی تبلیغی لٹریچر بھی اُن کو دیا گیا اور جماعتی نظام سے متعارف کروایا گیا۔

۹ر جنوری ۱۹۹۲ء کو شہر ALTENSTAOT کے میئر HERR GÖLLNER سے ملاقات کی گئی۔ شہر میں مقیم ایک سو سے زائد احمدی احباب وخواتین کے اجتماعی عبادات اور تقاریب کے اہتمام کے لئے علیحدہ جگہ کے حصول کی کوشش کی گئی۔ معزز میئر کو قرآن کریم بطور تحفہ پیش کیا گیا۔ اسی طرح دیگر لٹریچر بھی اُن کو دیا گیا۔

ھمبرگ ریجن کی سرگرمیاں

نعیم الدین احمد، نمائندہ خصوصی

قادیان میں جماعت جرمنی کے گیسٹ ہاؤس کے تعمیراتی اخراجات میں مکرم امیر صاحب جرمنی نے ہمبرگ ریجن کا حصّہ DM =/50,000 مقرر فرمایا تھا۔ صرف ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں ریجن کے احمدی احباب وخواتین نے مکرم امیر صاحب جرمنی کی خواہش سے بڑھ کر ادائیگی کی ہے۔ تین غیر معمولی قربانی کرنے والے احباب کے نام بغرض دُعا تحریر ہیں۔

مکرم طارق گلفام ملک صاحب	10,000/= DM	(ادائیگی کردی گئی ہے)
مکرم حبیب اللہ صاحب طارق	5,000/= DM	(,, ,, ,, ,, ,, ,,)
مکرم ممتاز احمد صاحب بٹ	5,500/= DM	(,, ,, ,, ,, ,, ,,)

● قادیان کے تاریخی اہمیت کے سوویں جلسہ سالانہ میں ہمبرگ ریجن سے ۵۰ افراد نے شرکت کی اور دوران جلسہ ڈیوٹی ادا کرنے کی بھی توفیق ملی۔ جلسہ سالانہ کے دوران ہمبرگ مسجد میں براہ راست تمام کارروائی سنی گئی۔ روزانہ دوسو سے زائد احباب حاضر رہے۔ جلسہ کے اختتام کے بعد مختلف جلسوں میں قادیان میں تیار کی گئی فلمیں دکھائی گئیں۔

● ۱۶، ۱۵ر فروری کو مہدی آباد میں ریجن کے تمام عہدیداروں کا ششماہی ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ اس ریفریشر کورس میں شرکت کی غرض سے مرکز فرینکفرٹ سے بیشتر نیشنل سیکریٹریان تشریف لائے۔

ہمبرگ ریجن کی ۳۴ جماعتوں میں سے ۳۵ جماعتوں کی نمائندگی ۱۷۰ عہدیداران نے کی۔ ریفریشر کورس میں لجنہ کی ریجنل صدر صاحبہ مع صدران حلقہ جات بھی شریک ہوئیں۔ کل ۳۵ لجنات نے شرکت کی۔ ریجنل ناظم انصار اللہ ہمبرگ ریجن بھی شریک ہوئے۔ دو دن تقریباً ۲۰ گھنٹے کارروائی جاری رہی۔ ضیافت کا انتظام اور مہمانوں کے قیام کی ذمہ واری بھی نہایت اعلیٰ طور پر ادا کی گئی۔ آخری خطاب میں مکرم نائب امیر صاحب جرمنی نے جماعت کے عہدیداروں کو نہایت موثر رنگ میں اپنی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا۔ اور دعا کے ساتھ یہ کورس اختتام پذیر ہوا۔

● شمالی جرمنی میں پہلی کرکٹ ٹیم قائم ہوگئی ہے جس کا نام ہمبرگ کرکٹ کلب مقرر کیا گیا ہے۔ پہلے ہی سال میں جرمن کرکٹ کنٹرول بورڈ کی رکنیت حاصل ہوگئی ہے۔ ۳۰ احباب مارچ تا اکتوبر نہایت ذوق وشوق سے حصّہ لے رہے ہیں۔ کلب کے عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ صدر خاکسار نعیم الدین احمد، سیکریٹری مکرم فلاح الدین صاحب سیف اور خزانچی ملک طارق صاحب منتخب ہوئے ہیں۔ اپریل میں منعقد ہونے والے کرکٹ ٹورنامنٹ میں شرکت کی جارہی ہے۔ یہ ٹورنامنٹ HANAU میں کھیلا جائے گا۔

● ۳۱ر جنوری ۱۹۹۲ء سے پہلے ایک ماہ کے عرصہ میں ہمبرگ شہر میں چھ مقامات پر اور بقیہ ہمبرگ ریجن میں ۱۱ سینٹرز میں خطبات باقاعدگی سے دیکھے اور سنے جارہے ہیں۔ ہمبرگ کے دوست مکرم ممتاز بٹ نے ذاتی دلچسپی لے کر نہایت ارزاں قیمتوں پر ٹی وی انٹینا مہیا کئے ہیں۔ بلکہ فرینکفرٹ اور سوئٹزرلینڈ بھی بھجوائے گئے ہیں۔ دوستوں نے نہایت محبت اور اخلاص سے ٹیلی وژن سیٹ، ویڈیو ریکارڈر اور ٹی وی انٹینا کے اخراجات ادا کئے ہیں اور تمام لوگوں کے لئے سہولت مہیا کردی ہے۔ امید ہے مزید ۳۰ مقامات انشاءاللہ آئندہ ایک ماہ میں حضور ایدہ اللہ کے خطبات براہ راست دیکھے اور سنے جاسکیں گے۔

● جلسہ پیشوان مذاہب کے موقعہ پر ایک چرچ سے رابطہ ہوا اور ان کی خاتون پادری جماعت کی تعلیم اور نظام سے نہایت متاثر ہوئیں۔ لہٰذا انہوں نے دوبارہ رابطہ کیا اور درخواست کی کہ وہ ۵۰ افراد کے ہمراہ مسجد آنا چاہتی ہیں اور جماعت احمدیہ یعنی حقیقی اسلام سے مزید آگاہی چاہتی ہیں۔ اُن کی اس خواہش کے پیشِ نظر اُن کو دن اور وقت مقرر کرکے اطلاع دے دی گئی۔ پروگرام میں ۱۶۰ افراد تشریف لائے جس میں ۴۰ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں تھیں جن کی عمریں ۱۴ سے بائیس سال کے درمیان تھیں اور ۲۰ اساتذہ اور چرچ کا سٹاف تھا۔

مکرم لوکل امیر صاحب ہمبرگ فضل الرحمٰن صاحب انور کو جماعت کے تعارف کی سعادت ملی اور پھر بعد میں سوال وجواب کا سلسلہ جاری رہا جس میں مکرم ریجنل امیر مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب اور خاکسار نعیم الدین احمد کو بھی تبلیغ کا موقعہ ملا۔ یہ تقریب تین گھنٹے جاری رہی۔ بعد میں چائے پیش کی گئی۔ اور بے تکلفی کے ماحول میں زیادہ گہرائی سے جماعت کا موقف اور تعلیم پیش کی گئی۔

● جرمنی میں عربی ڈیسک کے صدر مکرم سید افتخار احمد شاہ صاحب نے فروری کے پہلے ہفتہ میں تین عرب دوستوں کو مسجد میں مدعو کیا۔ مکرم عبدالسمیع عارف جماعت SOLTAO اپنے ہمراہ تین عرب دوستوں کو لے کر شامل ہوئے۔ جماعت احمدیہ کا مسلک اور ساری دنیا میں تبلیغی کاوشوں سے مہمانوں کو روشناس کروایا گیا اور ساتھ جماعت کے لٹریچر سے متعارف کروایا گیا۔ اس موقعہ پر کھانے سے مہمانوں کی ضیافت بھی کی گئی۔ گذشتہ سال دو عرب احباب کو مکرم سید افتخار شاہ صاحب کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل ہوچکی ہے۔ الحمدللہ۔

جلسہ پیشگوئی یوم مصلح موعود

۲۲ر فروری کو مسجد فضل عمر میں ہمبرگ سٹی کا جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا گیا۔ ٹیلی وژن کے ذریعہ کارروائی براہ راست مستورات بھی دیکھ سکتی تھیں۔ ۲۵۰ مرد و خواتین نے حاضر ہوکر نہایت اعلیٰ تقاریر کے ذریعہ پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں سے استفادہ حاصل کیا۔ پہلی تقریر مکرم سید افتخار احمد شاہ نے پیشگوئی کے الفاظ، اُس کے تاریخی پس منظر کے حوالہ سے کی۔ دوسری تقریر میں چوہدری عبداللطیف صاحب سابق مبلغ جرمنی نے جرمن زبان میں بہت جوش اور ولولہ سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر کیا۔ آخری تقریر ریجنل امیر صاحب ہمبرگ نے کی۔ پیشگوئی مصلح موعود کے پہلوؤں پر علمی رنگ میں روشنی ڈالی۔ آخر میں نماز مغرب وعشاء جمع کی گئیں اور بعد میں احباب کی چائے سے خدمت کی گئی۔

خصوصی درخواست

آخر میں خاکسار بزرگوار محترم میاں عبدالسلام صاحب زرگر کے لئے خصوصی دعا کی درخواست کرنا چاہتا ہے۔ محترم میاں صاحب ہمبرگ جماعت کے ایک حلقہ میں سیکریٹری تعلیم وتربیت ہیں اور پیرانہ سال کے باوجود انتہائی محنت، محبت اور ذمہ داری سے خدماتِ سلسلہ بجالانے کے لئے مستعد رہتے ہیں۔ اب تک پچاس سے زائد بچّوں کو قرآن مجید ناظرہ پڑھا چکے ہیں۔ اسی طرح دعائیں یاد کرواتے ہیں۔ نماز سادہ وترجمہ سے سکھاتے ہیں۔ اردو اسباق بھی بچّوں کو دیتے ہیں۔ ایک واقفِ زندگی کے جذبہ کے ساتھ کام کر رہے ہیں اور اپنا وقت اور مال خدا کے راستہ میں قربان کر رہے ہیں۔

تمام قارئین اخبار احمدیہ سے اُن کی درازی عمر اور صحت وتندرستی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

فلڈا جماعت کی مساعی

۱۶ر فروری ۱۹۹۲ء کو جماعت فلڈا کے ایک حلقہ GERSFELD میں داعیان الی اللہ مکرم ملک عبدالرحمٰن صاحب اور ملک عبدالرمضان نے ۴ر افراد پر مشتمل ایک جرمن فیملی اور ساتھ ایک پریس رپورٹر کے ساتھ تبلیغی نشست کا اہتمام کیا۔ معزز مہمانوں

کے استقبال کے وقت اُن کو روایتی پگڑی پہنائی گئی۔ قرآن کریم اور اسلامی لٹریچر اُن کو دیا گیا۔ کھانے کے بعد باقاعدہ ۴ گھنٹے تک تبلیغی نشست ہوئی۔ اُن کو اسلامی تعلیمات سے متعارف کروایا گیا۔ خصوصاً جہاد کے نظریہ کے بارے میں اُن کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے بارہ میں جماعت کے عقیدہ سے اُن کو آگاہ کیا۔ تمام گفتگو نہایت اچھے ماحول میں ہوئی۔ جاتے وقت مہمانوں کی خواہش پر اُن کی ایک تصویر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی تصویر کے ساتھ کھڑے کر کے کھینچی گئی۔ اس مجلس کے انعقاد میں ایک غیر از جماعت پاکستانی دوست نے خصوصی تعاون کیا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

اس حلقہ میں صرف ۴ احمدی احباب ہیں جبکہ وہاں پر کئی دوسری اقوام کے لوگ بھی آباد ہیں۔ نماز باجماعت کا اہتمام ہے۔ جمعہ کی نماز میں ایرانی، ترکی، افریقن اور ایتھوپیا کے مسلمان بھی شامل ہوتے ہیں۔

محمود عارف ـــــــــــــــ فلڈا

آفاتِ نفس

مرسلہ: مکرمہ بشریٰ شکور خان صاحبہ سیل باؤزن، جرمنی

حضرت ابوحفصؒ فرماتے ہیں کہ نفس سراسر ظلمت ہے اس کا چراغ یعنی اسے روشنی عطا کرنے والا انسان کا اخلاص ہے، اس چراغِ اخلاص کا نور توفیق الٰہی ہے، جس کے باطن کو توفیق الٰہی حاصل نہ ہو وہ سراسر تاریک رہے گا۔ ابوعثمانؒ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو اپنے نفس کی کوئی بات بھی اچھی لگتی ہے وہ اپنے نفس کا عیب نہیں دیکھ سکتا۔ نفس کا عیب تو اسی شخص کو نظر آتا ہے جو ہر حالت میں اپنے نفس کو مشتبہ سمجھتا ہے۔

حضرت ابوحفصؒ کا ارشاد ہے کہ لوگوں میں سب سے جلد وہ شخص ہلاک ہونے والا ہے جو اپنے عیب کو نہیں پہچانتا، معاصی تو کفر کے قاصد ہوتے ہیں۔ حضرت ابوسفیانؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نفس کے کسی عمل کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا کہ جس سے مجھے ثواب کی امید ہوتی۔ یعنی میں نے اپنے نفس کے کسی عمل سے ثواب کی امید نہیں رکھی۔ حضرت سقطیؒ کا ارشاد ہے کہ امراء کے پڑوس، بازاری قاریوں اور درباری عالموں سے بچتے رہو، حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا:۔

مخلوق میں چھ چیزوں کی وجہ سے فساد ہوتا ہے۔

۱ــــ عملِ آخرت کے سلسلہ میں ان کی نیّت کی خفت۔ ۲ــــ ان کے جسم کا خواہشات کے لئے وقف ہو جانا۔ ۳ــــ موت سے قریب ہونے کے باوجود لمبی لمبی امیدیں باندھنا۔ ۴ــــ مخلوق کی رضامندی کو خالق کی رضامندی سے مقدم سمجھنا۔ ۵ــــ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر انداز کر کے دلی خواہشات پر عمل کرنا۔ ۶ــــ بزرگانِ سلف کی معمولی خطاؤں اور لغزشوں کو اپنی ہوس پرستی کے لئے حلیہ بنا لینا اور اکابر کے اعمالِ حسنہ کو نظر انداز کر دینا۔

مجاہدہ کی اصل یہ ہے کہ خواہشاتِ نفس کی خلاف ورزی کی جائے اس لئے چاہیئے کہ اپنے نفس کو خواہشوں اور لذتوں سے دور رکھے۔ نفس عموماً جس چیز کا خواہاں رہتا ہے انسان کو چاہیئے اس کے خلاف کرنے کی کوشش کرے۔ اگر نفس خواہشات کے درپے ہو تو خوفِ الٰہی اور تقوای سے اس کو خواہشات سے باز رکھنے کی کوشش کرے۔ اگر وہ پھر بھی مائل بہ کشی ہو اور اطاعت و تعمیل میں اس سے توقف سرزد ہو تو خوفِ عذاب سے کام لے اور اجتناب و احتراز پر کاربند ہو کر اس کو خواہشات اور لذتوں سے باز رکھے۔

خواہشات کے گھوڑے پر اجتناب و احتراز کے کوڑے لگائے تاکہ وہ اس طرف کا قصد نہ کرے ـــــــــــ (ماخوذ از غُنیۃ الطّالبین)

سالانہ اجتماع خدام الاحمدیّہ جرمنی

شعبہ صحت جسمانی

- امسال سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ کے موقع پر والی بال، فٹ بال اور رسہ کشی کی ٹیموں کی تشکیل یوں ہوگی۔ ہمبرگ ریجن، ہمبرگ سٹی، فرینکفرٹ ریجن، فرینکفرٹ سٹی، برلن ریجن، سٹٹگارٹ ریجن، کولون ریجن، کولون سٹی و میونخ ریجن۔
- کبڈی کے مقابلوں میں حسب سابق فرینکفرٹ ریجن، ہمبرگ ریجن و برلن، کولون ریجن اور میونخ سٹٹگارٹ ریجن پر مشتمل ٹیمیں ہی حصہ لیں گی۔
- انفرادی مقابلہ جات میں شرکت کے خواہشمند خدام اپنے نام اپنے قائد مجلس کی تصدیق کے ساتھ تحریری طور پر شعبہ صحت جسمانی کو بھجوا سکتے ہیں۔ ان مقابلوں میں نام لکھوانے کی آخری تاریخ ۲۹ مئی بروز جمعہ شام ۸ بجے تک ہوگی۔
- تمام ریجنز کے واسطے کھلاڑیوں کے یونیفارم کا انتظام شعبہ ورزشی مقابلہ جات (صحتِ جسمانی) کی جانب سے ہوگا اور ریجنل قائدین کے سپورٹس نمائندگان اجتماع سے ایک ہفتہ قبل شعبہ ہذا سے مقررہ اخراجات (اندازاً چھ مارک) کی ادائیگی کر کے اپنے ریجن کے واسطے معین کردہ یونیفارم حاصل کر سکتے ہیں۔ یاد رہے کہ قواعد و ضوابط کے تحت امسال کسی خادم کو یونیفارم کے بغیر مقابلہ جات میں شرکت کی اجازت نہ ہوگی۔
- سالانہ اجتماع کے موقع پر کرکٹ کا ایک نمائشی میچ بھی منعقد ہوگا جو جرمن کرکٹ بورڈ کے ایک منتخب ٹیم کے خلاف کھیلا جائے گا۔
- سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ کے موقع پر صحت جسمانی (ورزشی مقابلہ جات) کے شعبہ میں ڈیوٹی دینے کے خواہشمند خدام اپنے نام کوائف کے ساتھ مہتمم صحتِ جسمانی کو دفتر خدام الاحمدیہ کے پتہ پر ارسال کر دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔
- کرکٹ کے ایسے کھلاڑی جو خدام الاحمدیہ کی دو رجسٹرڈ ٹیموں میں شامل ہو کر RHEIN MAIN لیگ کے میچز کھیلنے میں دلچسپی رکھتے ہوں جلد از جلد اپنے کوائف مع ایک عدد پاسپورٹ سائز تصویر کے دفتر مجلس خدام الاحمدیہ شعبہ صحت جسمانی کو بھجوا دیں۔ جو خدام اپنے نام لکھوا چکے ہیں وہ بھی اپنے کوائف جلد روانہ کریں تاکہ کرکٹ بورڈ کے پاس اس کا اندراج کروایا جا سکے۔
- احمدیہ کرکٹ ٹیم انشاءاللہ مورخہ 11,12 اپریل کو HANAU میں منعقد ہونے والی جرمن INDOOR کرکٹ چیمپئن شپ میں حصہ لے گی۔ کرکٹ کے کھلاڑی مینجر عبدالباسط چیمہ فرینکفرٹ (069-292613) سے رابطہ کریں۔
- اجتماع کے موقع پر کھیلوں کے پروگرام کو بہتر بنانے کے واسطے اگر آپ کوئی تجویز دینا چاہتے ہوں تو شعبہ صحتِ جسمانی و ورزشی مقابلہ جات کو ارسال کریں۔

قمر احمد عطاء مہتمم صحتِ جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ ـــــــــــ جرمنی

انٹرنیشنل مجلس شوریٰ لندن اگست ۱۹۹۲ء کے لئے جماعتیں دس مئی تک اپنی تجاویز ارسال کر دیں ـــــــــــ امیر جماعت احمدیہ جرمنی

B.A.RAFIQ
17 MERTON ROAD LONDON SW 18 5ST
29/2/1992

پیارے عزیزم عرفان احمد خان

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

مکرم مرحوم مولود احمد خان صاحب کے ہاں آپ نے "اخبار احمدیہ" کا جنوری فروری ۱۹۹۲ء کا شمارہ دیا۔ یوں بھی آپ کی یہ عنایت مجھ پر مسلسل جاری رہتی ہے اور آپ کا رسالہ باقاعدہ ملتا ہے۔ جزاکم اللہ۔

قادیان پر یہ خصوصی شمارہ ہر لحاظ سے بہت پایہ کا ہے۔ مضامین، منظوم حصہ، گیٹ اَپ، کاغذ اور طباعت ہر لحاظ سے ایک کامیاب کوشش ہے۔ الحمد للہ۔ مضامین تو سبھی ایک سے ایک بڑھ کر ہیں۔ لیکن محترم مسعود احمد خان صاحب کا مضمون بیحد معلوماتی اور پُر لطف ہے۔ خاکسار ۱۹۴۵ء میں قادیان ہائی سکول میں داخل ہوا تھا۔ محترم مسعود احمد خان صاحب کا مضمون پڑھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا رہا، گویا ماضی کی خوشگوار فلم دیکھ رہا ہوں جو کچھ انہوں نے وہاں دیکھا اور محسوس کیا وہی کچھ اس عاجز نے بھی دیکھا۔ لیکن محترم خان صاحب کا انداز بیان اور محسوسات و مشاہدات کو قلم بند کرنے کا فن اور اُن پر قدرت اُنہی کا کام ہے۔ لطف آگیا خود پڑھنے کے بعد گھر میں پڑھنے کو دیا۔ کاش اس مضمون کا انگریزی ترجمہ ہو جاتا تو انگلستان اور مغرب میں پروان چڑھنے والی نسل بھی اس سے مستفید ہو جاتی۔ قمر اجنالوی صاحب کی نظم "آشفتہ بیانی" بھی خوب ہے ان کا یہ شعر تو خوب ہے۔ ؎

سنا تھا آگ اور پانی کبھی یک جا نہیں ہوتے
مگر میں دل میں آگ، آنکھوں میں پانی لے کے آیا ہوں

براہ کرم ہر دو صاحبان کو خاکسار کا سلام دیں۔

والسلام

خاکسار بشیر احمد رفیق

قرار دادِ تعزیت

جماعت احمدیہ برطانیہ کے احباب نے یہ خبر بہت افسوس سے سنی کہ مکرم مولود احمد خان صاحب سابق امام مسجد فضل لندن مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۹۲ء کو لمبی بیماری کے بعد لندن میں وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

مرحوم ۷ مارچ ۱۹۲۵ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ دہلی ہی میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ علمی میدان میں اور تقریر کے میدان میں پیش پیش رہے۔ بی اے کرنے کے بعد زندگی وقف کی اور جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد باقاعدہ تبلیغی میدان میں قدم رکھا۔ ۱۹۵۳ء میں آپ نائب امام مسجد فضل لندن مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۵ء میں آپ امام مسجد فضل لندن کی خدمت پر فائز ہوئے اور ۱۹۶۰ء تک یہ خدمت سرانجام دینے کی سعادت پائی۔ بہت علم دوست آدمی تھے اور مطالعہ بہت وسیع تھا۔ ہمیشہ اس کوشش میں رہتے کہ جہاں بھی کسی معاندِ اسلام نے اسلام پر اعتراض کیا ہو اس کا فوری جواب دیا جائے۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکرم مولود احمد خان صاحب کی خدمات کو نوازے اور درجات بلند فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ ہم جملہ افراد خاندان سے اس موقع پر دلی تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

ہم ہیں ممبران جماعت احمدیہ، برطانیہ

چوہدری سر ظفر اللہ خاں نے

پاکستان کے نمائندے کی حیثیت میں تاریخی کارنامے سر انجام دیئے

پاکستان کے نامور صحافی، میاں محمد شفیع (م۔ش) کی یادداشتیں

چودھری سر شہاب دین کے رسالے "لیگل رپورٹر" میں پروف ریڈر کی حیثیت میں زندگی کا آغاز کرنے والا ایک عام لاء گریجویٹ آخر کار اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا چیئرمین اور انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کا چیف جسٹس بن کر زندگی سے اپنی قابلیت کا سکہ منواتا ہے۔ لیکن پاکستانی اخبار نویس عموماً ایسے شخص کے رول کو اس لئے گول کر جاتا ہے کیونکہ اس کردار کا مالک عقیدہ کے لحاظ سے احمدی تھا۔

چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں نے پنجاب لیجسلیٹو کونسل سے لے کر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس تک سیاسیات میں اعلیٰ پایہ کا تعمیری کردار ادا کیا۔ وہ قائداعظمؒ کی زندگی میں لیاقت علی خاں کے کابینہ میں وزیر خارجہ کی حیثیت میں بھرتی ہوئے۔ اور آج ہم کشمیر کے متعلق سیکورٹی کونسل کی قرارداد کو اساس بنا کر کشمیر کی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اسے سیکورٹی کونسل سے متفقہ طور پر پاس کروانے میں ظفر اللہ خاں کا ہاتھ تھا۔

یہی نہیں۔ عرب ممالک کی جنگ آزادی میں اقوام متحدہ میں ان کی نمائندگی کا بھرپور کردار ظفر اللہ خاں نے پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت میں تاریخی کارنامے انجام دیئے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے تمام کوائف اپنی سوانح حیات تحدیث نعمت میں لکھے ہیں۔ اگر انہوں نے کوئی غلط دعویٰ کیا ہے تو نقادین کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کی نشاندہی کریں۔ ان تمام امور سے سب سے اہم بات یہ ہے کہ قائداعظمؒ نے چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں کو مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے کیلئے نامزد کیا۔ تاکہ وہ پارٹیشن کمیٹی کے سامنے پیش ہوں۔ یہ سارا کیس تین جلدوں میں حکومت کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں کمیشن کے سامنے کانگریس، سکھوں اور مسلم لیگ کے کیس کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے۔ جو چاہے اسے پڑھ سکتا ہے۔ قائداعظمؒ معمولی انسان نہیں تھے۔ وہ تاثرات کی بناء پر لوگوں کے متعلق رائے قائم کرنے کے عادی نہ تھے۔ بلکہ وہ اپنے تجربے کی کسوٹی پر لوگوں کو کسا کرتے تھے۔ انہوں نے بہت سوچ بچار کے بعد ظفر اللہ خاں کو مسلم لیگ کی نمائندگی کیلئے نامزد کیا تھا۔ خواجہ عبدالرحیم، سید احمد سعید کرمانی اور ساہیوال کے ایک شاہ صاحب ان کی مسلم لیگ کے مقدمے کی تیاری میں مدد کرتے تھے۔

میں نے بطور انسان چودھری ظفر اللہ خاں کو ایک بہت دلکش انسان پایا۔

میں نے حضرت علامہ اقبالؒ کے بارے میں چودھری محمد ظفر اللہ خاں سے کئی بار استفسار کیا۔ انہوں نے ہر بار یہی کہا کہ انہوں نے علامہ اقبالؒ کو ایک صاف ستھرا انسان پایا۔ اور کہ انہوں نے ان میں کوئی ایسی بات نہ دیکھی۔ جسے غیر اسلامی یا غیر اخلاقی کہا جا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپنے مسلک کی اس قدر موثر اور شدید مخالفت کرنے والے کے متعلق صحیح رائے دینا اور اس پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش نہ کرنا انسانیت کا اعلیٰ مقام ہے۔

چودھری صاحب ریٹائر ہونے کے بعد چھ ماہ انگلستان میں گذارتے تھے۔ اور چھ ماہ پاکستان میں۔ جب وہ پاکستان آتے۔ تو اپنی آمد کی اطلاع دیتے۔ اور پھر ان سے باقاعدہ ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔

چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں عموماً بمطرار قسم کے انسان نہ تھے۔ بلکہ وہ بہت خوش مزاج اور لطیفہ گو بھی تھے۔ ایک سکھ مجسٹریٹ کی نقل اتارتے تھے۔ تو ہنسا ہنسا کر محفل کو زعفران زار کر دیتے تھے۔ وہ کٹر اور پکے احمدی تھے۔ اور اس کے متعلق کسی دل میں شبہ نہیں رہنے دیتے تھے۔ لیکن ان کے ذاتی ملازم غیر احمدی تھے۔ ان کے غیر احمدی ہونے کی بناء پر ان سے حسن سلوک میں کوئی کمی نہ آتی تھی۔

ان کی موت پر جو 96 سال کی عمر میں ہوئی صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے ان کے گھر جا کر ان کے اہل خانہ سے اظہار تعزیت کیا۔ میرے خیال کے مطابق صدر مملکت کی طرف سے یہ اقدام عملی طور پر ان خدمات کا اعتراف تھا۔ جو چودھری صاحب نے بطور مستقل نمائندہ اقوام متحدہ میں عرب اور دوسرے مسلم ممالک کی آزادی کے سلسلہ عملی طور پر خدمات انجام دی تھیں

نوائے وقت میگزین ۶ مارچ ۱۹۹۲ء

بقیہ : یورپ میں مسلمان

مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۹۲ء بروز اتوار دن کے ایک بجے مشن ہاؤس میں برلن ریسرچ انسٹیٹیوٹ اور دوسرے اعلیٰ تعلیم یافتہ جرمنوں کی ایک میٹنگ ہوئی۔ جرمنوں کی تعداد قریباً تیس کے قریب تھی۔ میٹنگ میں مکرم امیر صاحب، مکرم ہدایت اللہ حبش صاحب طارق گدڈاٹ صاحب بھی موجود تھے۔ میٹنگ میں مکرم ہدایت اللہ حبش صاحب نے اپنی نظمیں پڑھ کر سنائیں اور اپنے احمدیت قبول کرنے کا ایمان افروز واقعہ بتایا جس پر جرمن بے حد لطف اندوز ہوئے۔ بعد ازاں وقفہ میں مہمانوں کو جرمن کھانا پیش کیا گیا اور میٹنگ دوبارہ شروع ہوئی۔ امام مہدی کی آمد، احمدیت میں خلافت، خلیفہ کا مقام اور خلافت کی برکات، مسلمانوں کے فرقے اور دوسرے موضوعات زیر بحث آئے اور سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ یہ میٹنگ چار گھنٹے جاری رہی میٹنگ میں بعض عربوں کو اور جرمنوں کو لٹریچر دیا گیا۔

برلن ریڈیو کیلئے احمدیت پر انٹرویو

اس میٹنگ کے بعد ایک صحافی خاتون نے خاکسار کا ایک گھنٹہ کا انٹرویو ریکارڈ کیا۔ اس صحافی خاتون نے دو دن قبل فون کر کے خاکسار کو بتایا تھا کہ میں چاہتی ہوں احمدیت برلن میں متعارف ہو چنانچہ اس خاتون نے احمدیت کا پیغام، اسلامی عبادات، قرآن کریم کی تعلیم اور احمدیت کا عالمی نفوذ، جرمنی میں احمدیت، سابقہ مشرقی جرمنی میں ہماری تبلیغی سرگرمیاں وغیرہ موضوعات پر انٹرویو لیا۔

پلاٹ برائے فروخت

ایک کنال کا پلاٹ واقع کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کینٹ۔

رابطہ کے لئے فون نمبر:۔ ملک محمد اختر 0610/621984

جلسہ سالانہ انگلستان

جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ ۳۱ رجولائی، یکم، ۲ راگست ۱۹۹۲ء کو بمقام ٹیلفورڈ اسلام آباد لندن میں منعقد ہو گا۔ انشاءاللہ۔

دوستوں کی سہولت کے لئے ویزا کے حصول کا پروگرام شائع کیا جا رہا ہے۔

۱۵ اپریل تک تمام صوبائی وزارتِ داخلہ کو جلسہ میں شمولیت کی اجازت کے خطوط ارسال کر دیئے جائیں گے۔

پولیس سے پاسپورٹ حاصل کرنے والوں کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ اپنے کوائف سے صدر جماعت کو آگاہ کریں۔ صدر جماعت ایسے احباب و خواتین کی فہرست بنا کر شعبہ امور خارجہ کو ۱۵ مئی تک ارسال کر دیں۔ فہرست میں درج ذیل کوائف ہونے چاہئیں۔

نام، تاریخ پیدائش اور ویزا پر دیا ہوا ریفرنس نمبر، متعلقہ محکمہ کا ایڈریس جہاں سے پاسپورٹ لینا ہے۔

جماعت احمدیہ انگلستان کی طرف سے آئے ہوئے دعوت نامے اب افراد کی بجائے صدر صاحبان کو ارسال کئے جائیں گے۔ تمام دوست جو انگلستان کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کا ارادہ رکھتے ہیں وہ اپنے درج ذیل کوائف سے اپنے صدر کو تحریری آگاہ فرمائیں۔ نام، تاریخ پیدائش، ایڈریس، پاسپورٹ نمبر، نام جماعت۔ ان تمام کوائف پر مشتمل فہرستیں ۱۵ مئی تک شعبہ امور خارجہ جرمنی کو مل جانی چاہئیں۔ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ دعوت نامہ امسال افراد جماعت کی بجائے صدر صاحبان کو ارسال کئے جائیں گے۔ اس لئے کوئی دوست انفرادی حیثیت میں دعوت نامہ کے حصول کے لئے شعبہ امور خارجہ سے رجوع نہ فرمائیں۔ امسال ویزا کے لئے پاسپورٹ جمع کرواتے وقت دعوت نامہ جاری نہیں کیا جائے گا بلکہ دعوت نامہ ۱۵ مئی تک صدر جماعت کی معرفت حاصل فرمائیں۔

ویزا کے لئے تمام پاسپورٹ صرف ۳، ۴، ۵ جولائی بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کو تمام مشنوں میں جمع کئے جائیں گے۔ تمام احباب و خواتین کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ ان تین دنوں میں اپنے پاسپورٹ جمع کروائیں۔ ۳۰ جون تک پولیس سے پاسپورٹ کا حصول اور صدر جماعت سے جلسہ سالانہ کا دعوتی خط کا کام جلسہ میں شامل ہونے والے ہر دوست کا مکمل ہونا چاہیئے۔

تمام احباب و خواتین سے تعاون کی خصوصی درخواست ہے کہ اس دیئے ہوئے پروگرام کے مطابق اپنی تمام کارروائی مکمل کریں تاکہ تمام کام سہولت سے بروقت ہوتے چلے جائیں۔

عرفان احمد خان، سیکرٹری امور خارجہ ——— جرمنی

مجلس شوریٰ جماعت احمدیہ جرمنی

جماعت احمدیہ جرمنی کی مجلس شوریٰ مورخہ یکم، ۲، ۳ مئی بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کو بیت النصر کولون میں منعقد ہو گی۔ مجلس شوریٰ کا افتتاحی اجلاس مورخہ یکم مئی کو نماز جمعہ کے بعد ہو گا۔ شوریٰ کا تفصیلی پروگرام جماعتوں کو ارسال کر دیا گیا ہے۔ امسال مجلس شوریٰ پر امیر جماعت احمدیہ اور نیشنل مجلس عاملہ کیلئے عہدیداران کا انتخاب بھی عمل میں آئے گا۔

وہ احباب جماعت جن کو اُن کی مقامی جماعتوں نے شوریٰ کے لئے اپنا نمائندہ منتخب کیا ہے اور اُن کی منظوری محترم امیر صاحب نے فرما دی ہے اُن کے لئے ضروری ہے کہ وہ مجلس شوریٰ میں حاضر ہوں۔ استثنائی صورت میں محترم امیر صاحب سے قبل از وقت تحریری اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔

مجلس شوریٰ پر جماعت جرمنی کے موصی صاحبان صدر مجلس موصیان کا انتخاب بھی کریں گے۔

عبدالرشید بھٹی، سیکرٹری شوریٰ ——— جرمنی

اعلان

اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرمہ شاہدہ تبسم صاحبہ زوجہ مکرم تنویر احمد صاحب حال مقیم LEEHEIM ضلع گروس گیراؤ جرمنی۔ پاکستان میں مستقل پتہ: معرفت محمد افضل صاحب ساکن چک نمبر ۴۵ ضلع رحیم یار خان کو اسلام و احمدیت کی تعلیم و روایات کے خلاف اقدامات میں ملوث ہونے کے باعث نظام جماعت سے اخراج کی سزا دی گئی ہے۔

محمد عاقل خان، سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ ——— جرمنی

فریدبرگ کے میئر سے ملاقات

مورخہ ۱۶ مارچ کو مکرم مسعود احمد جہلمی امام مسجد نور فرینکفرٹ کی قیادت میں ایک نمائندہ وفد نے شہر FRIEDBERG کے میئر MR. DR. FUHR سے ملاقات کی۔ اس وفد میں محترم امام صاحب کے علاوہ FRIEDBERG جماعت کے صدر مکرم مرزا نعیم احمد اور خاکسار انس محمود منہاس ایڈیشنل جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ جرمنی شامل تھے۔ محترم میئر کو جماعت احمدیہ سے متعارف کروایا گیا اور پوری دنیا میں جماعت کی مساعی سے آگاہ کیا گیا۔ محترم مسعود احمد جہلمی نے DR. FUHR کو جرمنی میں جماعت کی آمد سے لے کر اب تک کے تفصیلی حالات سے آگاہ کیا۔ اُن کو ممبران جماعت کی پاکستان سے یہاں آمد کے اسباب اور اُن کو وہاں درپیش مسائل سے آگاہ کیا گیا۔ اُن کو بتایا گیا کہ جماعت کے قیام کا اصل مقصد تبلیغ اسلام ہے اور ہم یہاں بھی تبلیغ کے کام کو اہمیت دیتے ہیں۔ اس لئے آپ سے درخواست کرتے ہیں شہر میں تبلیغی سٹال کی اجازت جو کہ سال میں صرف ۲ مرتبہ کی ہے اُسے دو سے بڑھا کر ۱۲ مرتبہ کر دیا جائے۔ چنانچہ اُنہوں نے موقعہ پر ہی متعلقہ افسر کو بلا کر ہر ماہ تبلیغی سٹال لگانے کی اجازت کے احکامات صادر فرمائے۔ محترم میئر نے KREISS FRIEDBERG کی جماعتوں کے اجلاسات اور سپورٹس کے لئے ہال کا انتظام کرنے کا بھی وعدہ فرمایا اور جماعت کی طرف سے ۳ ایکڑ زمین کی خرید کے مطالبہ پر ہمدردانہ غور کا وعدہ فرمایا۔

آخر میں محترم امام صاحب نے DR. FUHR کو جرمن قرآن کریم اور اسلامی کتب کا تحفہ پیش کیا جو انہوں نے شکریہ کے ساتھ قبول فرمایا۔ یہ ملاقات انتہائی خوشگوار اور دوستانہ ماحول میں ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی ——— ا۔م

جرمن ریڈیو پر قادیان سے متعلق مکرم ہدایت اللہ صاحب کا فیچر پروگرام

گزشتہ دنوں جرمن ریڈیو پر قادیان کے صد سالہ جلسہ سالانہ سے متعلق مکرم ہدایت اللہ ہبش کا ایک خصوصی فیچر پروگرام نشر ہوا تھا۔ اس پروگرام کی اطلاع تمام جماعتوں میں ارسال کی گئی تھی۔ مکرم عبدالحمید خادم صدر جماعت بونولٹ نے ۲۴۰ جرمن افراد سے رابطہ قائم کر کے اُن کو اس پروگرام کی اہمیت سے آگاہ کیا علاوہ ازیں جماعت بونولٹ کی طرف سے مقامی اخبار میں اشتہار شائع کروا کر اہل شہر سے اس پروگرام کو سننے کی استدعا کی گئی۔ شعبہ سمعی و بصری فرینکفرٹ میں اس پروگرام کی کیسٹ موجود ہے جس کی قیمت دو مارک ہے۔ احباب خط لکھ کر یہ کیسٹ منگوا سکتے ہیں۔

خوشخبری

ہمارے ہاں سے ہر قسم کی

CAPS

جوگنگ سوٹ

جیکٹ

ٹی شرٹ

پاجامہ

Hallo! Unser Sonderpreis! Hallo! Unser Sonderpreis!

T-Shirt, weiß, 1. Qualitat
Rock-Pop-T-Shirts einseitig
Sweatshirts
Freizeit-Gummizughosen,
aus Baumwolle (40 versch. Modelle)
Michael-Jackson-Jacken
Bomberjacken
Kinderbomberjacken
Batik, enge Hosen
und weite Hosen
Patchwork-Hosen
Motorrad-Lederjacken
Trilobal-Jogginganzüge,
Black & White

und viele andere Artikel mehr. Ein Besuch lohnt sich!

Fa. AZIZ GbR
Rudolf-Diesel-Str. 30 · 6900 Heidelberg
Telefon 0 62 21 / 2 79 49 od. 16 22 49 · Fax 0 62 21 / 2 16 79

Hallo! Unser Sonderpreis! Hallo! Unser Sonderpreis!

دستیاب ہیں

اس کے علاوہ مختلف اشیاء بارعایت خرید فرمائیں اور ایک دفعہ خدمت کا موقع دیں

آپ کی تشریف آوری کا شکریہ

Fa. AZIZ GbR
Rudolf-Diesel-Str. 30 · 6900 Heidelberg
Telefon (0 62 21) 16 22 49 u. 27 949

درخواستِ دُعا

خاکسار کی بیٹی عزیزہ ہما سحر عمر ایک سال نو ماہ بعارضہ بخار بیمار ہے۔ ڈاکٹر مختلف ٹیسٹ وغیرہ لے رہے ہیں۔ بچّی کی کامل شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

منور احمد کھوکھر ـــــ PFORZHEIM

مکرم جعفر احمد خان صاحب آف ہمبرگ جماعتی ڈیوٹی پر تھے کہ اُن پر اُبلتا ہوا پانی گر گیا جس کی وجہ سے اُن کی ٹانگ بہت زیادہ جل گئی۔ ابھی تک ٹانگ میں بہت تکلیف ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں اس خادم سلسلہ کے لئے خصوصی دُعا کی درخواست ہے۔

ممتاز احمد بٹ ـــــ ہمبرگ

مکرم جناب مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب سابق مشنری انچارج جرمنی کی اہلیہ صاحبہ ایک لمبے عرصہ سے امریکہ میں بیمار ہیں۔ محترم مولانا صاحب نے فون پر تمام احباب جماعت سے اپنی اہلیہ کی شفایابی کے لئے عاجزانہ دُعا کی درخواست کی ہے۔

ـــــ (ادارہ)

مکرم داؤد احمد خان صاحب (ORTENBERG) ایک عرصہ سے بیمار ہیں اور اب تیسری بار فلڈا ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ تمام احباب و خواتین سے اُن کی شفایابی کے لئے عاجزانہ و درد مندانہ دُعا کی درخواست کرتا ہوں ـــــ (ایڈیٹر)

اعلان نکاح

مکرم سلیم احمد شاہد نائب مدیر اخبار احمدیہ جرمنی ابن گلزار محمد صاحب کا نکاح عزیزہ کاشفہ شاہد صاحبہ بنت مکرم حکیم بشیر احمد صاحب پریمی دار النصر وسطی ربوہ حال جرمنی کے ہمراہ بعوض تیس ہزار روپے حق مہر مکرم و محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے بمقام مسجد مبارک ربوہ یکم فروری ۱۹۹۲ء کو پڑھا۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کریں ـــــ (ادارہ)

مکرم تنویر احمد صاحب ابن حکیم بشیر احمد صاحب پریمی حال جماعت بالنگن جرمنی کا نکاح عزیزہ محمودہ راحت صاحبہ بنت مکرم ملک بشیر احمد صاحب آف چاہ شیخواہ ضلع ملتان حال ربوہ کے ہمراہ بعوض بیس ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے بمقام مسجد مبارک ربوہ مورخہ یکم فروری ۱۹۹۲ء کو پڑھا۔ احباب کرام سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

سلیم احمد شاہد ـــــ جرمنی

ولادت

میرے چھوٹے بھائی عزیزم محمد احمد ثاقب کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۹۱ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام لقمان احمد ثاقب تجویز ہوا ہے۔ بچّہ وقفِ نو میں شامل ہے۔ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و تندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور سچا خادم دین بنائے۔

ڈاکٹر نصیر احمد ـــــ WALLDORF

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے ۳۰ جنوری ۱۹۹۲ء کو بیٹی عطا فرمائی ہے۔ حضور نے بچّی کا نام ماریہ عباس رکھا ہے۔ بچّی وقفِ نو کی تحریک میں شامل ہے۔ نومولود مکرم سیّد الیاس شاہ صاحب آف کراچی کی پوتی اور مکرم عبد الغفور سنوری آف کنری سندھ حال مقیم کراچی کی نواسی ہے۔ بچّی کی پیدائش کے بعد خاکسار کی اہلیہ کی طبیعت پورے طور پر بحال نہیں ہوئی۔ ہر دو کے لئے خصوصی دُعا کی درخواست ہے۔

سیّد محمد عباس ـــــ TRIER

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے پہلی بچّی کے بعد دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام روبین احمد کھوکھر رکھا گیا ہے۔ نومولود محمد شریف کھوکھر مرحوم سابق معلم وقفِ جدید کا پوتا اور مکرم ڈاکٹر اشفاق احمد آف سانگھڑ پاکستان کا نواسہ ہے۔ نومولود کی درازی عمر اور صحت و تندرستی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

منور احمد کھوکھر ـــــ PRORZHEIM

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے ۵ جون ۱۹۹۱ء کو پانچ بیٹیوں کے بعد پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام شیخ سہیل احمد رکھا گیا ہے۔ احباب جماعت دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ بیٹے کو نیک اور خادم دین بنائے۔ خوشی کے اس موقعہ پر اعانت اخبار احمدیہ کیلئے ۵۰ مارک ارسال ہیں۔

شیخ راحیل احمد ـــــ گُمل ہائم

آمین

جماعت احمدیہ مہدی آباد کے سیکرٹری تعلیم مکرم امتیاز حسین صاحب ملک کے بیٹے عزیزم تیمور ملک نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک ختم کیا ہے۔ عزیزم کی آمین کی تقریب مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۹۲ء کو "مہدی آباد" میں مکرم محترم عبد الشکور اسلم خان صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیزم تیمور ملک کے لئے دینی و دنیوی ترقیات کے مزید دروازے کھولے۔ آمین۔

کوملیس خان، صدر جماعت احمدیہ ـــــ مہدی آباد

میری بیٹی طیبہ نزہت حنا نے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بعمر ۵ سال ۵ ماہ قرآن مجید کا دور مکمل کیا ہے۔ احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچّی کو قرآنی علم سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد یوسف ـــــ فرینکفرٹ

دُعائے مغفرت

مکرمہ سیدہ حمیدہ بیگم صاحبہ جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حکیم سیّد محمد زمان عباسی کی دختر اور مکرم غلام نبی صاحب مرحوم کی بیوہ تھیں۔ دماغ کی شریان میں خون رُکنے کے سبب ایک ہفتہ کی علالت کے بعد مورخہ ۱۹ مارچ کو بعمر ۸۴ سال اپنے گاؤں چک ۱۹۹ مراد ضلع بہاولنگر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نہایت متقی، پرہیزگار اور عبادت گذار خاتون تھیں۔ سلسلہ احمدیہ اور خلافتِ احمدیہ سے گہری محبت رکھتی تھیں۔ آپ کا جنازہ نماز جمعہ کے بعد مسجد اقصیٰ میں پڑھا گیا بعد ازاں آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم حافظ مظفر احمد ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد نے دُعا کروائی۔

مرحومہ مکرم انس محمود منہاس ایڈیشنل جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ جرمنی و نائب مدیر اخبار احمدیہ جرمنی کی دادی تھیں۔ مکرم احمد زمان عباسی آف MUHLHEIM کی ہمشیرہ اور مکرم محمود زمان عباسی آف فرینکفرٹ کی پھوپھی تھیں۔

ادارہ اخبار احمدیہ مرحومہ کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کا اور ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ترقی کی طرف ایک اور قدم

باوقار لوگ ہمیشہ بھٹی انٹرپرائز کو ہی ترجیح دیتے ہیں

آخر کیوں ؟

اس لئے کہ ہم ہمیشہ ہمہ وقت اور ہمہ تن آپ کو بہترین کوالٹی پیش کرنے کیلئے کوشاں رہتے ہیں

اب آپکو ہمارے ہاں سے گروسری اور تازہ سبزیوں کے علاوہ پکے پکائے تازہ کھانے، چاٹ اور چٹنیاں بھی دستیاب ہیں۔ انشاءاللہ آپ کھا کر لطف اندوز ہوں گے۔

نیز ہمارے ہاں ہر طرح کی دستاویزات کے جرمن ترجمہ کا بھی بارعایت نرخوں پر مکمل انتظام ہے

علاوہ ازیں ہر قسم کے ڈائجسٹ اور اردو رسالے آرڈر دے کر گھر بیٹھے منگوائیں

ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں

ہمارا نصب العین

پاکیزہ ماحول — کم منافع — اونچا معیار

Bhatti Enterprises

Heiligkreuz Gasse 16 · 6000 Frankfurt 1
Tel. (0 69) 28 14 44 · Fax (0 69) 28 39 62

Auserlesener indischer Goldschmuck
(22 Karat)
für Hochzeiten und andere Anlässe

خاص ہندوستانی سونے کے زیورات

شادی بیاہ و تحفوں کیلئے (۲۲ قراط)

Indian Jewellers
Oeder Weg 39 · 6000 Frankfurt am Main 1
Telefon (069) 5964188 u. 556686

فرینکفرٹ میں پاکستان کی سب سے قدیم اور قابل اعتماد

ٹریول ایجنسی

May Fair Reisen

ہمارا نصب العین، آپ کی خدمت۔

Iqbal D. Khan

Münchner Str. 11 · 6000 Frankfurt 1
Tel. (0 69) 23 22 41 · Fax (0 69) 23 70 60

حضرت امام جماعت احمدیہ (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کا منظوم کلام

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا منظوم کلام

جو ۲۸ر دسمبر ۱۹۹۱ء کو صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان کے آخری اجلاس میں پڑھا گیا۔

اپنے دیس میں اپنی بستی میں اِک اپنا بھی تو گھر تھا
جیسی سُندر تھی وہ بستی ویسا وہ گھر بھی سُندر تھا

دیس بدیس لئے پھرتا ہوں اپنے دل میں اس کی کتھائیں
میرے مَن میں آن بسی ہے تَن مَن دھن جس کے اندر تھا

سادہ اور غریب تھی جنتا ۔ لیکن نیک نصیب تھی جنتا
فیض رَسان عجیب تھی جنتا ۔ ہر بندہ، بندہ پرور تھا

سچّے لوگ تھے، سچّی بستی ۔ کرموں والی، اُچّی بستی
جو اونچا تھا ۔ نیچا بھی تھا ۔ عرش نشیں تھا خاک بسر تھا

اس کی دھرتی تھی آکاشی ۔ اُس کی پرجا تھی پرکاشی
جس کی صدیاں تھیں متلاشی ۔ گلی گلی کا وہ منظر تھا

کرتے تھے آ آ کے بسیرے ۔ پنچھ پکھیرو شام سویرے
پھولوں اور پھلوں سے بوجھل ۔ بستاں کا ایک ایک شجر تھا

اُس کے سُروں کا چرچا چاچا ۔ دیس بدیس میں ڈنکا باجا
اُس بستی کا پریتم راجا ۔ کرشن کنھیّا مُرلی دھر تھا

چاروں اور بجی شہنائی ۔ بھجنوں نے اک دھوم مچائی
رُت بھگوان ملن کی آئی ۔ پریتم کا درشن گھر گھر تھا

آشاؤں کی اُس بستی میں ۔ مَیں نے بھی فیض اُس کا پایا
مجھ پر بھی تھا اُس کا چھایا ۔ جس کا مَیں ادنیٰ چاکر تھا

اتنے پیار سے کس نے دی تھی میرے دل کے کواڑ پہ دستک
رات گئے میرے گھر کون آیا ۔ اُٹھ کر دیکھا تو ایشر تھا

عرش سے فرش پہ مایا اُتری ۔ رُوپا ہو گئی ساری دھرتی
ہٹ گئی کلفت چھا گئی مستی ۔ وہ تھا مَیں تھا مَن مندر تھا

تجھ پر میری جان نچھاور ۔ اتنی کرپا اِک پاپی پر
جس کے گھر نارائن آیا ۔ وہ کیڑی سے بھی کمتر تھا

ربّ نے آخر کام سنوارے ۔ گھر آئے برہا کے مارے
آ دیکھے اُونچے مینارے ۔ نُورِ خدا تا حدِّ نظر تھا

مولا نے وہ دن دکھلائے ۔ پریمی رُوپ نگر کو آئے
ساتھ فرشتے پَر پھیلائے ۔ سایۂ رحمت ہر سر پر تھا

عشقِ خدا مُونہوں پر "وسّے"! پھوٹ رہا تھا نُور ۔ نظر سے
اَکھیَن سے مَے پیت کی برسے ۔ قابلِ دید ۔ ہر دیدہ ور تھا

لیکن آہ جو رستہ تکتے ۔ جان سے گزرے تجھ کو ترستے
کاش وہ زندہ ہوتے جن پر ۔ ہجر کا اِک اِک پل دوبھر تھا

آخر دم تک تجھ کو پکارا ۔ آس نہ ٹوٹی، دل نہ ہارا
مُصلحِ عالَم باپ ہمارا ۔ پیکرِ صبر و رضا، رَہبر تھا

سدا سہاگن رہے یہ بستی ۔ جس میں پیدا ہوئی وہ ہستی
جس سے نُور کے سوتے پھوٹے ۔ جو انوار کا اک ساگر تھا

ہیں سب نام خدا کے سُندر ۔ واہے گرو ۔ اللہ اکبر
سب فانی ۔ اِک وہی ہے باقی ۔ آج بھی ہے جو کل ایشر تھا

Herausgeber (Publisher): Abdullah Wagishauser, · Babenhäuser Landstr. 25 · D-6000 Frankfurt am Main 70
Tel. (069) 681485 / 681062 · Fax (069) 686504 · Telex 416187 islam d · Telegr.-Adr.: »Islam« Frankfurt/M.